

لال قلعہ کی شام

(ایک تسلیل)

عشرت رحمانی

الاستدعا کی شہم

(ایک مشیل)

جملہ حقوق محفوظ

طابع : نقوش پریس — لاہور

کاشر : ملک مبارک علی گوشه ادب لاہور

محکمہ ۱۹۵۶ء

فہمت — ۲ روپے

لال قلعہ کشمیر

(ایک تئیل)

عشرت رحمان



گوشہ ادب - چوکٹ انارکلی ملاہور

انتساب

ہماری علامی کے مختار اعظم

مرزا الہی بخش

ادارہ

ان کی اولاد کے نام ۱۰

بیکار

۱۰ مئی ۱۸۵۷ء

• شہنشاہ کی جنگ آزادی کی داستان۔
• مسلمانوں ہند کی صدر سالہ سیاسی جدوجہد کا خاک۔
• سلطنتِ بخاری کے زوال اور ہندوستان کی
ختمی و بیداری کے آغاز کی کہانی!

اعاز

غدر کی بیتا

میرنا پچھی رو میل کھڑک کے فلیع مراد آباد، بہریلی اور رام پور میں گزرا۔ اور ابتدائی تعلیم کا نامہ دہلی، مکلتہ اور لکھنؤ میں بہر ہوا۔

یہ دو تاریخی مقامات ہیں جو جنگ آزادی و انقلاب ۱۸۵۷ء کے خاص مرکزاً اور حریت پسند جمیعتوں کی مرکزیں تھے۔ مکلتہ میر کی قشیر کا جنگل افساد نہیں ہوا بلکہ یہ دُہ ابیٹ اور ڈیا کھنپ کا صدر مقام اور راجہ نیوں کی تمام راشید ووانیوں، جنگی سازش، مخبری، جاسوسی، افریقی اسباب اور شکر کا کمیپ تھا۔

لارڈ ڈہلی نے ہیں بیٹھ کر ملکِ گیری کی پالیں کھیلیں۔ لارڈ ڈیکن ہیں اپنے دستِ راست بیزل اور ڈرم اور کھیبل وغیرہ کے ساتھ جوڑ توڑ میں منہک رہتے اور جنگ آزادی کے دوران خفیہ ساز شول اور خدار پوں کے تیر چلاتے اور جابرانہ حکام صادر کرتے رہے۔

میر نے ان تمام مرکزوں کے دو تاریخی مقامات ایک طالب علم کی حیثیت سے دیکھے خصوصاً ہلی اور لکھنؤ کے جنپری چتپتہ کو جہاں حریت پسندیں اور شہیدوں کے قدم گئے اور جس سمجھی جاگہ ان کے قیام اور جانبازی کی خبر تاریخ کے صفات سے پائی ان کو عقیدہ و حرمت کی تکاہ سے برداشت دیا۔ اور گوشہ گوشہ کی آستانہ بوسی کر کے انقلابِ نجات کی اس اہم جدوجہد کے مسلسل میں چpan میچ کی۔

جیزے دادا رفواں، احمد یار خاں مرحوم و مغفرہ میں منکولہ دباری دمراو آبادا
 جنگ آزادی کے آخری دور میں بھنو اور اس میانات میں موجود تھے۔ میں نے اکھ کھول کر
 خداں کے بزرگوں کی زبانی دار اصحاب مرتو م کے پیغمبر واقعات کی کہانیاں سنیں۔
 اور ہمارا ہستہ رہا۔ مجھے ایسا محسوس ہوئے تھا۔ جیسے یہ سب باقی میں نے سئی نہیں کیا تھا
 سے دیکھی ہیں۔ ان کی باریں بچپن سے اس طرح میرے ساختہ ہیں جیسے میں خود اس انقلابی
 عہد کے ہر گوشہ سے والبستہ ہوں۔ اپنے برادر شاہزادگان وطن کے عزائم اور دلیلی
 رشبوحت کی داستانیں دیکھنے والی آنکھوں کی زبان سے سنیں۔ اور اپنے ہوش کے
 کانوں سے دیکھیں گے یا ہندوستان کی تباہی اور اس کی تہذیب کے بلند نشانات کی
 ہربارتی اور قتل و خارت گری کے دل درز حالات ان کے فوجوں کے دل سے میرے
 کانوں میں پڑے اور عبرت و بعیرت کی آنکھوں تک پہنچے۔ اور انہیں آنکھوں کی زبانی میں
 یہ کہانی پیش کرنے کی آرزو میں مدت سے بے چین رہا۔

الحمد للہ کہ اس آرزوکی تکمیل کا وقت آیا اور اس عظیم داستان کو حقیقت کی زبان
 سے مذانے کا موقع بلا جبر کی انگریز کے فریضے ہندوستانی فوج کی لعافت اور مسلمانوں کا
 خدشہ کر رکھا ہے۔ بعیرت کی روشنی میں پروہ اٹھتا ہے ترصیفات اس طرح محدود
 ہوتی ہے۔

حوابی جنگ آزادی و انقلاب: یہ شہادت کی یہ جنگ آزادی، حقیقت میں
 ایک ہی جنگ خلیم تھی جس کی مثال تاریخ میں کم ہوتی ہے۔ عام طور پر ایک پادشاہ دوسرے
 حکمران کے نلاف تکمیری کی بوس ماقوت آزمائی کے لئے معزکہ آراہتنا ہے۔ لیکن یہ
 ہندوستان کے حوابی کا وہ شاغلہ معزکہ تھا جس میں بر طبقہ، بر فرقہ اور پیشہ کے لوگ خیز مغلیں تھے

کو اپنے ٹک سے مُور کرنے اور فلاہی کی مصیبت کو قوم پر طاری نہ ہونے دینے کی غرض سے انسانیت کی انہواز بلند کرنے میں تھوڑے متفق نظر آئے۔ آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے اور انگریز کی دشمنی و بربادی نے ایک صدی سے ہندوستان کے اس حق کو کچھ نہ کے ملئے جو سازشیں جوڑ توڑ اور جیروں ستم بہ پاک رکے تھے محلی مجہوں نے ان کے ختم کرنے کا بڑا اٹھایا۔ تمہاری سلطنت کا چراغ جسے سامراجی اقتدار کے دیواریں نہ بھر لیں پھر جوں سے بچھا نے پر شکے تھے، عوام نے اس کی حفاظت اور قومی تہذیب و ملکی ترقی میں حاشیت کی بقا کی خاطر عزم و استقلال، دلاؤری و شجاعت کے اہم کامنے والے انجم دئے۔ اور سامراجی حفاظ کے دانت کھٹے اور بچھے شل کر دئے۔ لیکن انگریز کے قبیلی مکروہ اور سازشیں کی آمدیں شل نے انہوں فتنہ پر دادیوں اور غداریوں کے ہال بچھا کر آزادگانِ دلمن کی عزیت و شجاعت پر فتح پائی۔ یہ حرامی تحریک آزادی کا قوہ القلوب تھا جس میں ہندوستان نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ رعایا کے ساتھ بار شاہ نے بھی اپنا سب کچھ لٹا دیا۔ آخری تاجدارِ مغلیہ کی شان و شرکت لٹ گئی۔ شاہی بڑ گئی تہذیب و تبلیغ، عزت، دولت، سب ہی کچھ آزادی کی قربان گاہ پر جیٹ پڑھو گی دلی تیموری سلطنت کا آخری مرکز، لکھنؤ شاہان اور دھکی جنت، دلمن دشمن، نگبِ قوم غداروں نے اخیار کے ہاتھوں لٹایا۔ ہندوستان فروعِ نشان کی بہادری خواں بڑیں گھر دشمنی را بھی ہو گئے۔ اور سب سے پڑھ کر مسلمانان ہندوں انقلاب کی گردش میں تباہ و بباہ کر دئے گئے۔

زہ میں کس گئی آسمان کبیے کیے

تیڈیں اس انقلاب کی ایک مختصر گزشت۔ اور جہاں آزادی کی دھندی تعریف

ہے جس میں جنگ عظیم کی مذکوری ہے، جمعیت احرار کی اور العزمی شہادت اور اشیاء و تربانی کی سرسری داستان، عجیاروں کی خدا ریوں کا فاکر۔ ناکامی کے اسہاب اور تباہی درباری کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔

خود مذکور کا یہ شاذ رمح کے عوامی ہندو خسرو ملت اسلامیہ کی تحریک الفتوح آزادی و نجات کا ذہب بصریت افرود بلب ہے جسے غیر ملکی حکومت کے جبر و استبداد نے خدا اور بناست کے نام سے مشہور کر کے خیروں اور اپنوں کے قلم سے اس کی ہیئت کو مسخ اور صفت کو تبدیل کر کے اپنے حاکمانہ فریبے پردوں میں اس طرح پیش کیا کہ آنے والی نسلوں کے سامنے حقیقت آشکار نہ ہو سکے تاکہ احرار کی عظیم الشان کارگزاریاں اور بے مثال قربانیاں سامراجی فتنہ پردازیوں کی تاریخیں میں پوشیدہ رہیں۔

مجھ کون؟ اخیار۔۔۔ جو ہندوستان میں سلطنتِ مغلیہ کی رعایا بن کر آئئے تھے قدم جھاکر مالکوں پر غارت نہ لگے۔ اور حکومت کے مالک بن کر انکے ملک کو خلام بنانے کی تدبیریں کرنے لگے۔

لطف یہ ہے کہ جب ملک کے مالک نے ان کی ناپاک مساعی کے خلاف چارہ جھٹی کی اور قوم غلامی کے بجلہ بند سے نجات پانے کے لئے جزو جہد میں صرفت جوئی تو اخیار نے ان مساعی کو "ضد اور بغاوت" سے تعبیر کیا۔ اگر خدا کی جنگ آزادی کو اگر زمینیوں کے مطابق "خدا" یا "بغافت" مان بھی میں تو اس کے بھرم خواہ مگریز تھے جنہوں نے اس ملک کے اصل حکماوں اور اہل ملک کے خلاف سلاسل اور بغاوت کے ہنگامے پر پا کئے۔ ابتداء سے آخر تک قدم قدم پر بدھدی و فتنہ پردازی کے ثبوت تھے، آزادگان ہند نے بغاوت کی قوانین کا مرتضیٰ

خیر ملکی تسلی، جہدِ تحریکی اور چہروں تشدد کے خلاف تھا۔ جس کے وہ حق دار تھے۔ وہ
لپنے کھر کر خیر کے باعثِ دُن تصرف دیکھنا نہ چاہتے تھے وہ فدرال بغاوت کے مجرم
اخیار اور وطن فردش نگاروں کا استعمال چاہتے تھے۔ بصیرت نے وفا نہ کی، ورنہ
وغا کی۔ خدازدی کا غدر کا میاپ ہو گیا۔ جو روستم کی حکمرانی، تو ہی۔ لیکن اُسکے مجرم بھی
صہی قرار پائے جو اس کھر کے ملک تھے۔ حکمرانِ قوم نے اپنے جہادی پر پہلو ڈالنے
کی مُسلسل اور منظم کوشش جاری رکھی۔ رماغ و قلم خرید لئے یا ضبط کر لئے اور خود
اپنے قلم سے بھی اقتراپ را زبرد کے انبار جمع کر لائے۔ فتحِ چہریہ کہ اس وقت ہمارے
سامنے اس جہدِ ۱۹۴۷ء کی عینی تاریخیں ہیں سب کی سب غیر معتبر اور ناقابلِ مسند
ہیں لئے غلط و سمجھ کے درمیانی حدِ فاصل قائم کرنا بے حد دشوار ہو گیا۔ تاہم صحیح و
ستدِ حالات جمع کرنے کی ہر ممکن سعی و کاوشن کی گئی ہے۔

تمثیل ہیں۔ قدرِ مانی تدبیر کاری کے لئے تاریخی پاٹ میلی اندازِ افتیاء
کرنا ہے۔ چنانچہ اس تمثیل میں فتنیِ لادِ مات کے محتوا بعض حالات میں چند تسلیمیں
نہ مردی سمجھی گئی ہیں۔ تاہم جیاں تک ممکن ہو سکا اصل ماتعات کو تاریخی و تحقیقی کی
لذکرشنی میں پیش کیا گیا ہے، باوشاہ کی گرفتاری اور شہزادوں کی شہادت کے مسئلہ
یہ بعثت تاریخی بیانات میں جدید تحقیق اور عقلی ملاٹیں کی بنیاد پر کچھ تدوہل فرمادی گئی
ہی۔ لیکن ان میں بھی تحقیقت کو مسخر نہیں کیا گیا خیر معتبر نور غنی اور عینی شاہدین کے
بیانات کے مطابق ہنس نے باوشاہ کو علی الاعلان گرفتار کیا اور اس کے تدوہلے
ہن شہزادوں کو جبراہی اسی رکے مشہید کیا اس کی تصدیق بعض ہندستانی مترجمین
کے بھی کی لیکن ان کے بیانات سے دشمنی اور مخالفت کی بوآتی ہے اس ساتھ ان کے

معتبر و مستند تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

چند تحقیقی روایات اور تاریخی مشاہدات کے مطابق اس واقعہ کی اصلیت یہ قرار پائی ہے کہ

”بادشاہ کو الہی بخش کی سازش اور فریب کاری نے انگریز عمل کے جال میں چھپایا۔ پہلے شہزادوں کو مصالحہ حکمتہ عمل سے قابو میں کر کے راہ میں شہید کیا گیا، اس کے بعد بادشاہ کی گرفتاری عمل میں آئی۔ اس کے خلاف یہ بیان کہ بادشاہ کو پہلے مقبرہ بھائیوں سے گرفتار کیا گیا اور دوسرے بین الہی بخش کی زبانی ہڈسن کو پہنچا کر شہزادے بھی مقبرہ میں پھپٹے ہوئے ہیں“

ہرگز قرین قیاس نہیں۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:-

۱۔ بادشاہ اور شہزادے ہوسکے سب مقبرہ بھائیوں میں مقیم تھے سب کی گرفتاری بیک وقت محل میں لا جی جاسکتی تھی۔ حالانکہ ایسا نہیں کیا گیا۔

۲۔ بادشاہ کی گرفتاری کے وقت دنیا بجا تا ہے کہ اتنی ہزار مجاذبین مقبرہ کے قریب جماڑیوں میں روپوش تھے۔ اگر ہڈسن نے اسے فوجی دستہ کے ساتھ کھلکھلا اعلان کے ساتھ بادشاہ کو گرفتار کیا ہزا تو بادشاہ کی حفاظت کے لئے مجاذبین مقابلہ کرتے اسی لئے گلدن ٹالیس بے ذکر مسلح صفائی کافریب، دیکھی سب کچھ کیا گیا۔ اور انگریز نے اپنا قاتل قائم رکھنے کو بعد میں غلط بیانیوں سے کام لیا۔ کہ ہم نے رہو کا نہیں دیا بلکہ اعلانیہ گرفتار کیا۔

۳۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگر بادشاہ کو گرفتار کر کے پہنچاں قلعے ہے جایا گی۔ تو شہزادے اس وقت کہاں تھے؟ اگر جماڑیوں میں روپوش تھے تو بادشاہ کی گرفتاری

ہے وقت انہوں نے مقابلہ کیوں نہ کیا؟ اگر اس کا جواب یہ ہو کہ انہی جانیں بچانے کیستے
انہوں پر آمادہ ہوئے۔ تو بادشاہ کی گرفتاری کے بعد وہاں سے رونوں کے طریقہ قعده
میں انہوں نے جانیں بچانے کی مزید تدبیر کیوں نہ اختیار کی اور وہاں سے فرار ہو جانے یا
ہمیں اور روپوشنہ ہونے کے بجائے وہ مقبرہ ہی میں گھلٹ کھلا کیوں بیٹھے رہے۔
اپنے ہول کی انعام اور شدید خطر سے کے باوجود وہاں سے کیوں دہٹے
و درجہ گرفتاری کا وقت آیا تو انہوں نے آسانی سے خود کو ٹھنکے خواہ کیوں کر دیا۔
غرضیکہ یہ اسی قسم کی بے سروپا کہانی معلوم ہوتی ہے جیسے اور بہت سے
اقعات کو سامراجی مفاد کے پیش نظر منع کیا گیا۔

چونکہ یہ اہم واقعہ اس تمثیل کا نقطہ عرض ہے۔ بلکہ ۱۸۵۷ء کی مکمل ڈریڈنی
ما آخری اور فیصلہ کن باب ہے۔ اس لئے اس کی وضاحت ضروری سمجھی گئی۔
بہر حال یہ تمثیل ہے۔ تاریخ نہیں۔ یہ تاریخی تمثیل اس عنیم رستم کی حد سالہ ۱۸۵۷ء
کی قریب میں ایک حقیر نذر عقیدت کے طور پر پیش کی جا رہی ہے جو خصوصیت سے اُن
بن فرق فوجاؤں کے مطابق کیتے ایک مختصر تاریخی ہدیہ ہے جنہوں نے غیر قدر کی خیرت
سینگھ میں اپنے وطن کی اس شادا ز جہاد کو خدا کے پُر فریب نام سے ٹپھا۔ اور
عن پا صلیت واضح نہ ہو سکی۔

دل طفیلی شام۔ دل کا دل طفیل، بزر صغر کی خلقت اسلامیہ کا مثالی شام تھا۔
کل قلعہ کی شام۔ ہماری بہر اسالہ تدبیر مددتو اور حرمت کے نوال کا
شام۔

درحقیقت بہادر شاہ خلز کا دعا آخر بجائے خود تحریکی شام و شوکت اور اسلامی

مذکوت ہند کے جلال و کمال کے زوال پر یہ نے کی خبر دے رہا تھا۔ اور اسی شامِ زوال،
کو مُشع کمال سے بدل دالتے کیئے صو سال سے ولاد رانِ طعن و سایہ مفکریں مُسلسل جدوجہد
میں صدور نے تھے ۱۹۴۸ء میں بھی حرامی تحریک انصاری نے فتحِ مسجدت بیان کیا تھا۔ جس پر
کرد فریب سازشِ دنگداری کی تاریخیں چھپائیں۔ اور ح

ظلتیں کچھ گئیں چڑا غول کو

انجام۔ مغرب نے مشرق کو نکل لیا۔ لیکن اس شام کی ہوئی تاریخیں نے قوم کو مجنب ہوا کر
جگاد دیا۔ طلتت کی پست عالی نے صدادی۔

کے مت کشی جلوہِ زد اس حرب تک۔ رہبہ گاپوں پوش صحیحِ دامانِ قربت تک

اور شاعرِ مشرق نے طلتت کے احساسات کی ترجیhan کی ہے

کہ تک ہے ملکِ رہی الجہم میں مری خواک۔ یا میں نہیں ہاں کھٹک انداک نہیں ہے

یہ تھی اسلامیان ہند کی مجبوری و مکرمی کے احساس کی آواز، اور اسی احساس دو دل اور
جنوبی ہی نے رہبرانِ طلتت کی جدوجہد کے سہارے سے لمبی کی صدادی

کبھی پھرڈی، جوئی منزل بھی یادا تی ہے یا ہی کہ۔ لکھ سی ہے جو سینہ میں غیرِ منزل میں بن جائے
لاں قصر کی شام، غیرِ منزل بکرِ صریلِ منزل کا اسرار ہوئی۔ طلتت اسلامیہ کے مبنیں میں حراثت
ایمانی کی چک پیدا ہوئی۔ صد سالِ جدوجہد کا خوابِ حریت آنحضرتؐ تعمیر ہوا۔ شامِ غریب، طبعِ حمر
کو سیمِ علیؐ اور اسلامی مجبوری کی پاکستان کا قیامِ زندہ فنا پرستہ حقیقت بیکاری پر صفر کے افق پر نہ مدد ہوئی
۱۹۴۷ء کی خلیمِ عالمگاریؐ میں مجبوری کی پاکستان کے استحکام اور اختتیٰ و ایام کی عدیمِ النظر
مثال ہے۔ پاکستان پا سندھ پاڑ

می طپ مسد جلوع شاداب بدر حاشم ہنزد
تشہرِ فتویٰ تماشا ہست طوف نہم ہند
ی عشرت رحمانی

۱۰

۱۱

لالہ تعلیم کی شام

۱۲

تکشیل کے کروار

مردانہ

- ۱ - الظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ غازی ظفر۔ روئی کا آخری مظہریہ نامدار (
- ۲ - شہزادہ جوائی بخت — دوی خوبی سلطنت ا۔ آزاد شکر کا سالار
- ۳ - مرزا مفضل — دشہزادہ، آزاد شکر کا سالار اعلیٰ
- ۴ - مرزا ابو بکر — " " " " " " سالار
- ۵ - مرزا خضر سلطان — " " " " " " "
- ۶ - مرزا الہی بخش — دباد دشاہ کا سعد حی، دیوار کا امیر و مشیر فوج اور انگریزوں کا مخبر و طعن کا نڈار (
- ۷ - نواب حکیم احسن البیان — دو دیوار کا جلیب و وزیر، خیر ملکی سازش میں شریک (
- ۸ - بیرون حبیب علی — دختریں کا سرگرد، انگریزوں کا دفادر، دطن و شمن (
- ۹ - جنگل بخت خاں — رنہیلہ سردار، بولی میں آزاد شکر کا سپہ سالار (انظر)
- ۱۰ - سامن فرزیز — (جنگل آزادی کے عہد میں بولی کا کمشنر
- ۱۱ - سمجھ جنگل بڑسون — روئی کی انگریزی سپاہ کا کامند (
- ۱۲ - جنگل بڑسون — (دو دو دو دو کامند راجپوت)

- ۱۳ - چرچدار ————— اور دربار کے چند خدام (۲۳) - داروغہ محبوب علی خان
- ۱۴ - سپہی ————— رچند ہندوستانی پولیس کا نشیل۔ فوج کے اونڈگوڑا ملٹیٹن کے سپاہی)
- ۱۵ - شہری ————— روئی کے چند باشندے۔ (حوالہ)
- ۱۶ - آزاد سردار ————— دیر غدیر کے آزاد شکر کا سردار)
- ۱۷ - ذوق - ۱۹ - غالب - ۲۰ - داعی اور رچند شعر اسے صورت۔ ۲۱ - محمد فیلبان۔

زنانہ کردار

- ۱ - ملکہ زینت محل ————— ابہاد شاہ کی مفواہ اور مکمل
- ۲ - چند خواصیں اور کنیزیں۔
- ۳ - روت اسہ۔
- ۴ - مخفیہ۔ ۵ - ایک میم۔ ۶ - فیلبان کی بھروسی

ظفہم۔ روئی

زمانہ۔ ۱۹۵۸ء سے جو ستمبر ۱۹۵۸ء کے درمیان ۱

ضروری نوٹ: تنشیل کرنے کیلئے مصنف انسانیت سے اجازت لینا ضروری

ہے۔

۲ - اس تنشیل کی ترتیب و تکمیل میں یہ لمحہ کھا گیا ہے کہ اگر کامیاب اسکل کے طباختہ قوت میں اندھہ دسالوں کے ساتھ اٹھیج کرنا پاہیں تو مکمل تنشیل کی وجہ پر منظر آسانی سے پیش کر سکتے ہیں۔

پہلا ایکٹ — پہلا سین

(لال متلعہ، بیوان خاص)

زمان، بیکھڑا کے قریب
وقت، شب

منظمو۔ رشاہی نہ مماثلہ آرد کہستہ ہے۔ دیوان خاص ہی فرش فرش
کیا ہڈا ہے۔ باناتی پڑے لکھنے ہوئے ہیں بھوں بیجی میں جگہ ملہ
کے ہشت پہلو چھوڑتے پخت ٹاؤں عجیب رہا ہے۔ پخت کے چاروں
حرف بھی تینیں دخوش تھیں حوالیں کے ہیں۔ اگر کھڑا پشت پنکیہ
بیکھڑیں دھی نقل اور ذرا رفت کامند تکیہ لگا ہوا ہے۔ دخواص
ہلکے مر جعل نئے اہلوں پولہیں کھڑے ہیں۔ — جیسے پہنچ پوشنی
سے منور ہے۔

بیکھڑے ملناں دار و نکھڑے خواہ سزا اور فتحیب چہ ماں بھاندہ دار

دائبیں باہمیں جریب پڑتھر کھے ہڑے ہیں۔ موہنی شعیب ملا نی
شمعدان میں روشن ہیں۔ عمر مادر بار اور عدالت کے وقت
نیتیب سلام اور مجرے کی سدا میں ملند کرتے ہیں اس محفل میں یہ سب
درز ہے شہزاد ادب کی اس جیتے تکائیت سجت ہیں با دشاد
سامنے کے حکمہ پڑت جی ادب آداب کی رسم، مُھاودی گئی ہے
شراہ، امراء، ممتازین فواد کی آمد آمد ہے۔ با دشاد پیاوار شاہ خفر
تخت طاؤس پنگن ہیں۔ دائبیں باہمیں امراء کے پار خصوصاً زواب
جیمیں حسن، اندھا خاں، اور شہزادے خسرو ٹھامز اختر سلطان نیجے
ہیں۔ اختر شہزاد، آجپکے میں حضرات شراء تخت کے رہنے والے دو رویہ
صفوں میں ہیجے ہیں، دائبیں تباہی پہلی صفت ہے، جس میں انتاد
شاد و فاق و طبیعی اور مائیں کے شاگرد۔ ان کے بال مقابل دوسرا
صفت ہیں مزنا غایلکب اور مائیں کے شاگرد۔ اور دوسرا صفوں
میں اس جمہ کے اور دوسرے اسائد، حکیم، بیش و بیخ و اور فوجوں
شراہ ہیں۔ تاجہ عافرین کے ساتھ سرخ ممل میں لپٹتے ہوئے پان
کے خاصدان اور سپور میں، گاہدان قربیت سے رکھے ہیں۔ مشاعرہ کا
آنماز جوتا ہے۔

مناختر سلطان با دشاد سلامت کے حکم سے کھڑے ہو کر عافرین کو

فنا جب کرتے ہیں۔)

هر را خضر سلطان: حضرات بلال سبحانی صاحبِ فرآن مانی خلد اللہ عکو
سلطنت کے کلام بلاحث نظام سے مشاعرے کا آغاز ہوتا ہے۔

پسند اشاد ذوق اپنی چیز سے اٹھ کر تخت شاہی کے پاس
آتھیں۔ آداب شاہی بجا لاتے ہیں۔

لُقْبَةٌ (آواز بلند) سے

حضر شاہیں اہل سخن کی آزادیش ہے۔

جمن میں خوش نوایاں جمین کی آزادیش ہے۔

(یہ آواز سندھ اہل زم دوزافو سنجیں کے ملبوچ جاتے ہیں اور اربے

گردبیں جو کا لیتے ہیں۔ خواص شاہ خفر کی غزل سنری خربیتے سے

نکار کر چوتا آنکھوں سے لگاتا اور ہبستا ذوق کے سامنے ڈھانا

ہے۔ ذوق غزل کو چرم دیا آنکھوں سے لگاتے ہیں اور حاضرین کو

خاطب کرتے ہیں، دیکھیں ذوق کے سامنے لائی جاتی ہیں۔

ذوق: کلامِ الملوك طوکِ الكلام۔

دغذل شاہ خفر

مری آنکھ بند بقی جب نک وہ لظر میں تو رہا نخا

مکنی آنکھ ذونہ تجھہ ہی کہ وہ خواب نخا کہ خیال نخا،

کہو اے تصور بار کو کہوں کبھوں نہ خشن خجستہ پے
 کر بھی تو دشتِ فراق میں مجھے رہنا نہ مصال تھا
 مر سے دل میں تھا کہ کہوں گا اس سے جو دل پر نجع و ملال ہے
 وہ جب آگبا میرے سامنے تو نہ رنج تھا نہ علاج
 بس پردہ سن کے تزمی صدما مراثوق دید چور پڑھ گیا
 مجھے امنطراب کمال تھا بھی حال ہے بھی حال تھا
 مُطْرَ اس سے چپٹ کے جو جبت کی زوبِ جانابم نے کو قتعی
 فقط ایک قبید خودی کی مخفی نہ قفس تھا کوئی بحبل تھا
 (عافرین پر سکوت طاری ہے۔ خزل ختمہ ہونے کے بعد اساتذہ
 سراج تھاتے ہیں اور بادشاہ سلامت کی جانب دیکھو کہ "سبحان اللہ"
 سبحان اللہ کی صد اطنبہ کرنے ہیں)
مرزا قالب: "خاموشی از شناۓ تو مہہ شناۓ تُست"
 ذوقِ حضرات خلیل سبحانی نے اس کلامِ مجزو بیان کے بعد میں اپنا
 ایک مشکل سنا تا ہوں جو جہاں پناہ کی خزل پیشیں کیا ہے میں نے
 اس کے ہشتر ر ایک مصرعِ حزن کیا ہے۔
 گرچہ خود میں نہستے نست بزرگ
مرزا قالب: "بِسْمِ اللہِ اَللّٰہِ اَللّٰہِ"

حاضرین "بسم اللہ۔ ارشاد!

ذوق (مشذپھتے ہیں)

"یا تو افسر مرا شامنہ بنا یا ہوتا - یا مر آنکھ گھرا بانہ بنا یا ہوتا
ورنہ ابسا جو بنا یا نہ بستا یا ہوتا
(شراء سبحان اللہ۔ ما شاء اللہ کی آوازیں ملیند کرتے ہیں، ذوق مجبد
کو سلام کرتے جاتے ہیں)

با ارشاد سلامت سر کے اشادر سے سے اور کبھی با دواز سبحان اللہ
ئمکرداد دیتے ہیں)

ذوق سے

نشہ چشم کا گرد ذوق و یا تھا مجھ کو - جو کانگ نہ پہنائہ بنا یا ہوتا،
دل کو میر سخم خنازہ بنایا ہوتا
اس خرد کے مجھے رگڑتہ دیگران کیا - کیوں خود مند بنا یا نہ بنایا ہوتا
ترنے اپنا مجھے دیوانہ بنا یا یا ہوتا

رذ عورت دنیا میں غرائب ہے غفر ایسی تھی سے تو ریانہ بنایا ہوتا
لپکہ بہتر تر یہی تھا نہ بنایا ہوتا

(شوراء کی صفحی سے داد چاری رسمی ہے۔ شکست ختم ہوتے کے بعد

اُنسارِ ذوقِ آداب شاہی بجا لاتے ہیں اور آہستہ آہستہ
بیچے چل کر اپنی عجہ جا بینتے ہیں) مزدافت کی
مزدافت را پنی عجہ دست بستہ ہٹرے ہو کر پادشاہ سلامت سے
عرض کرتے ہیں)

پھر و مرشد! خاتم زاد کی طبیعت کئی روز سے ناساز سے، جہاں
پناہ کا حکم و اصراء اور حضور کے کلام کا اشتباہ فہمی کو شاہ کی
بزمِ حق میں کشان کشان لے آیا ہے۔ ایسا تو محنت ہو، تو
قدوی چند کاشمار میں کر کے بخت کا طلب ہے؟
پادشاہ۔ (مسئلہ) مزدافت اس اصحاب بھی توجی نہیں چاہتا کہ آپ پڑھیں،
استغفارِ ذوق کا پیشہ تو بھار سے کلام کا تتمہ تھا وہ بھی بھی اپنے
تفاقم پڑھیں گے۔

غالب۔ خلیجیان کا اہل رہنمائی دست۔ افتخار امر میں انکار جمال
نہیں۔ بیکن قدوی علامت بیفع سے معدود ہے۔

پادشاہ۔ ہم بیہود نہیں کرنے۔ آپ کی خوشی ہو
درزا غالب آداب شاہی بجا لاتے ہیں اور روزانہ بیچکر ان پا کلام سناتے
ہیں۔ دو خواصِ شیع مزدافت کے سامنے لاتے ہیں)

غزل غالب۔

فتش میں ہوں گرا چھا بھی نہ جانیں میرے شیرن کو
مرا ہونا پُر اکیا ہے نواسنجان گھاشن کو
(پادشاہ سلامت مادر شراء داد دستی ہیں۔ مرزا صاحب سلام
کرتے ہیں)

نہیں گر ہدمی آسان نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے؟
نہ دی ہوتی خدا یا آرزوئے دوست و شمن کو،
خدا نہ رہے ہاتھوں کو کہ دلختے ہیں کھاکش میں
کبھی میرے رویاں کو کبھی حباناں کے دامن کو،
وفاداری پر شرط استواری عین امیں امیں اس ہے
ہر سے بت غانہ میں تو کجھہ میں گماڑ دیدھن کو،
نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا،
رپا کھٹکا نہ چوری کا دھن دتیا ہوں رہن کو
استوار ذوق — "اے سب ہائی اللہ۔ مرزا صاحب اس لطف سخنی کی
داد نہیں دی جاسکتی۔ تکہ مدار شادا"

(مرزا سلامت کرتے ہیں اور شعر دوہارہ پڑھتے ہیں۔ تمام شعر
داد دستے چار سے ہیں)

مرزا قاب۔ ”نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اس جراحت پر
کیا سینہ میں حس نے خونپکان مرٹھاں سوزن کو
(دادر)

غالب۔ مرے شاہ سلیمان جاہ سے لہبہت نہیں غالب
فریدوں و جنم دیغیر و دار اب و بہمن کو
شراود۔ ” سبحان اللہ۔ مر حبا۔ جزاک اللہ
غالب۔ ” ملک الہی۔ خانہ زاد کو خصت کی اجازت مرحمت ہو۔ ”
باو شاہ۔ ” مرزا صاحب۔ طو عاد کر لے ہمیں کہنا ہی پڑے گا کہ آپ
جاسکتے ہیں ”

(غالب اب شاہی کھالاتے ہیں اور خصت ہو جانے ہیں۔

اب مرزا خضر سلطان شراود کی فہرست پر نظر ڈالتے ہیں)

مرزا خضر سلطان۔ حضرت اب مشاہرہ حسب قاعدہ در ترتیب شروع
ہوتا ہے ”

مرزا خضر رخواں کو اب مرزا داغ کی جانب اشامہ کر کے
”تم عیسیٰ رہم میں آمیں ”

ولغ۔ مہاتساد ذوق سے مغلب ہو کر دست بنتہ

حسرہ اجانت۔ (باو شاہ سے)

پھر وہ مرشد اجازت برباد شاہ اجازت کیئے اشارہ کرتے ہیں)
 (خزل پڑھا شروع کرتے ہیں)

خزل دو اخ کی خزل کے درد ان میں داد کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور
 وہ کھٹکے ہو جو کہ آداب بجا لاتے ہیں)

سازی کی بنیسا ز کیا جائیں	مازوں لے نیں تو کیا جائیں
شمیخ رو آپ گو ہوئے بیکن	طف سرز و گناہ کیا جائیں
کب کسی حد کی حیرہ سائیں	ثینح صاحب نیار کیا جائیں
جو روہ عشق میں قتلدم کھیں	وہ نشیب فراز کیا جائیں
پرچمے میکشون کے سلط شراب	پڑا پاک باز کیا جائیں
جی کہ اپنی خیر نہیں اب تک	وہ مرے ملن کا لاز کیا جائیں
حضرت خضر جب شہید نہ ہوں	نطف عمر و راز کیا جائیں

جو گزرتے ہیں داغ پر صدے

آپ بندہ نواز کیا جائیں

(داد کا شود)

(مشاہدہ جاری رہتا ہے) - داد کے شود داعی کے سلام پر پڑ
 گرتا ہے)

پہلا ایکٹ — دوسرے میں

لال قلعہ

زمانہ : کچھ عرصہ بعد

وقت : شام

منظر : قلعہ معلیٰ دلی کے شیش محل میں شہزادہ ولی محمد رضا جو ان بخت کی شادی کا جشن، آج شریہ میں شادیاں نے بخ دے ہے ہیں۔ جگہ جگہ نافع گانے کی مغلبیں ہر رہی ہیں۔ قلعہ معلیٰ میں بھی ہر محل اور دیوان میں الگ الگ جلسے منعقد ہیں۔ شر کے نامہ لوگوں، عورتوں، مردوں اور سچوں کو قلعہ کی مغلبوں میں شرکت کی حاصل اجازت ہے۔ عطر، پان والا پچی تعمیر مبور ہے ہیں۔ شیش محل میں جشن خاص ہے۔ یہ دہن کی طرح سما ہوا، روشنی سے بقشہ زور بنا ہوا ہے، نقارے اور نیزروں کی صومعہ سے کان پڑی آواز تاتی نہیں دیتی۔ نہایت مکلف فرش

خوشگل قایقون اور کنواپ کی مسندوں سے آرہتہ ہے۔ ریشمی و
خملی گاؤں تکنے لگئے ہوئے ہیں۔ حضرت ابو طفیل راجح الدین بیدار شاہ
غازی المخلص ظیہور، سامنے مسند پر رفت اور وزیر امیں
جانبِ شہزادہ جو ان بخت دولتیاں نے، سہرا باندھے تو شاہ کے زرق پر
بلاس میں بیٹھے ہیں۔ ان کے برابر ان کے بڑے بھائی شہزادہ مرزا غل
بیگ ہیں۔ اور دوسرے بائیں دوسرے شہزادے ہیں۔ دوسری صحف میں
ذیر حکم فواب حسین اللہ خاں، اول دیگر امرالٹے دوبار بیٹھے ہیں۔ ان میں
بادشاہ سلامت کے سوچی مرزا فخر و کے خرمزا الہی بخش مدبار کے
امیر خاص اور معتمد بھی ہیں۔

بادشاہ سلامت کے عقب میں دوسرے جانب ہیر محبوب علی خاں
داروغہ خواجہ سرا اور بائیں جانب فواب حاصلی خاں حصہ بردار
صفہ بنتہ ہیں۔ خواص سور جھل کر رہے ہیں۔ اس وقت محفل میں
ایک رقصہ بنتا دزوق کا لکھا ہوا سراگاری ہے۔ اور نایج رہی ہے
بادشاہ سلامت زر و چماہ پر شبیش کر رہے ہیں۔ اور دوسرے شہزادے
اور امیر بھی شاہ کے انعام کے بعد رقصہ کو اشرفیاں دیتے ہیں۔

بادشاہ سلامت پنجے دوسرا درہ ہیں۔ جب دوسرے کے اشائے سے
گھنے کی تعریف کرتے ہیں ستام حافظین مسجدان اللہ، مسجدان اللہ

کی صد ایں بلند کرتے ہیں۔

سمرا (گانا)

لے جو ان بخت مبارک تجھے سر پر سمرا
 آج ہے میں دعاء دت کا نزے سر سمرا
 دہ کے صلی علی، یہ کے سبحان اللہ!
 دیکھیں مکھڑے پہ جو تیرے مہ دختر سمرا
 پھرتی خوشبوئے ہے اُن رائی ہوئی باد بہار
 اللہ اللہ دے پھولوں سے معطر سمرا
 روشنی میں تجھے دے مہ خدا شپہنک
 حکولوں سے منہ کو جو زمینہ سے آٹھا کر سمرا
 دُرِّ خوش آبِ مصاین سے سمجھا کر لایا
 داسطے تیرے ترا ذوقِ شفناک کر سمرا
 مطلع او مقطع پر بادشاہ سلامت اور ان کے بعد تمام شہزادے
 اور لبراء افعام کی بادشاہ کرنے ہیں بسرا ختم کر کے زفا صدر میرا بجا
 لقی ہے اور پچھلے قدموں رخصت ہوتی ہے بیرونی بیوی خان کے
 اشادر سپری دوسرا طائفہ حافظ ہوتا ہے میر جوہب مل بادا ذہنڈ کرنے والا
 میر جوہب ملی و معلوم الملوك ملوک الكلام۔“

معنیہ دست بستہ سر و قد کڑی ہوتی ہے۔ گویا اجازت طلب کرتی ہے۔ بادشاہ سلامت اشارہ سے اجازت دیتے ہیں۔

معنیہ آداب شاہی بھا لا کر بادشاہ سلامت کی غزل گاتی ہے۔

شہزادے، امیر اور روزیب بادشاہ سلامت کے حضور نزدیں پیش کرتے ہیں بادشاہ ہاتھ رکھتے ہیں۔ میر محوب علی مذروں کی تقبیس جمع کر کے معنیہ کو دیتا جاتا ہے وہ سلام کر کے بیتی جاتی ہے [گانا جاری رہتے ہے]

غزل

نبی عشق میں اس کا تو دنیج ہمیں کہ فراڈ و نکیب ذمہ انہ رکا
عجم عشق تو اپنار فین رکا کوئی اور بلا سے رکا نہ رکا
نہ کھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر ہے دیکھتے اور وہ کے عجیب نہیں
پڑی اپنی بواشیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رکا
ہمیں ساغر بادہ کے دینے میں اب کچھے دیروں ساقی تو نہ غصب
کریے محمد بشا طاہر دوڑ طرب نہ لے ہے گا جہاں میں سدا نہ رکا
خط قہ آدمی اس کو نہ جانئے گا ہو وہ کیا ہی صاحبِ فہم و ذکا
چے عیش میں باد خدا نہ رہی چے میش میں خوفِ خدا نہ رکا

چہلا ایکٹ — تیسرا بن

راستہ

زمانہ : مئی ۱۹۴۷ء (۱۰ مریٹ)

وقت : صبح

لذلی کے بازار میں لوگ بڑھو چھاؤنی کی بغاوت کے چہپے کرتے

لگراتے ہوتے پھر رہے ہیں۔

۱۔ "پچھے شناخت نہ ہے؟"

۲۔ "کیا جوڑا۔ کیا ہوڑا؟

۳۔ سپاہیوں نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کر دی،

۴۔ "انگریزوں کے خلاف"

۵۔ "حکومت کے خلاف"

۶۔ "ہاں ہاں۔ ہندوستانی سپاہیوں نے چبی کے لار توں ہستی عمال کرنے
پر بوجہ کر دیا۔"

۱۔ مدت سے شہر میں بھی چاپتیاں بٹ رہی ہیں۔

۲۔ چاپتیاں؟ وہ کبود؟

۳۔ ”نہ جانتے کبیسی ہیں اور کبیوں؟“

۴۔ سنابے پولیس چاپتیاں باشنسے والوں کو کپڑتی پھر رہی ہے۔

۵۔ ”خدا خبر کرے! جانے کیا ہرگماں؟“

۶۔ ”میرٹھ میں تو بڑا فساد ہوا ہے۔“

۷۔ ”بیر آگ دلی نہک نہ پہنچ جائے؟“

۸۔ رد اعلیٰ ہو کر، میرٹھ کی فوجیں دل آ رہی ہیں۔

۹۔ ”میرٹھ کی فوجیں ——————

۱۰۔ ”دلی ——————

۱۱۔ ”ضرور آئیں گی ——————

۱۲۔ ”خدا خبر کرے ——————

۱۳۔ ”بادشاہ سلامت کی خیر ہوئے ——————

۱۴۔ ”دلی کی خیر ہو؟“

سب آپس میں اتنی کستہ پہنچان پھر جاتے ہیں۔

(اونکے بعد دو پولیس کا نیشنل بائیں کرتے ہوئے آتے ہیں)

ایک سپاہی " کچھ پتہ چلا ؟ "

دوسرा " " کچھ بھی نہیں "

ایک " " عجب معاملہ ہے "

دوسرा " " چاپتیاں آئیں کہاں سے ؟ "

ایک " " دیکھوں باشیں گئیں ،

دوسرा " " دیکھان صاحب نے چیز چھپا جان مارا "

ایک " " ہم لوگوں نے ہزاروں گھردار کی تلاشی لی "

دوسرा " " بھی نہیں حلت —

ایک " " سارے حاکم حیران ہیں "

دوسرा " " شر کے اتنے معروض لوگوں پر سختی کی گئی "

ایک " " یہ بڑی زیادتی ہے "

دوسرा " " اور کیا - ان کو کیا خبر "

ایک " " نہ پڑنٹ بیادر - کثر صاحب - بیڑیٹ صاحب سب ہی تو پریشان ہیں "

دوسرा " " بیس بھتیا ہوں یہ دل کے مخلوقوں نے دل بھی کی ہے یہ صاحب لوگ خواہ مخواہ گھر آئے ہیں " -

ایک " " مگر سننا ہے میرٹھ میں بھی بڑی بیس، میاں فردناشی ہو گئی ؟

دوسرا سپا ہی ” اور دنیاں چھاؤنی میں فنا و بھی ہڑا ہے ”
ایک ” ” اسی سے خطرہ ہے ! ”
دوسرا ” ” دیکھو کیا ہٹتا ہے ”
ایک ” ” ہمدرد ہے گا کچھ نہ کچھ ”
(دو تو جانتے ہیں)

پہلا ایکٹ ۔ ۔ ۔ چوتھائیں

دلی کا لال قلعہ

زمانہ : ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء

وقت : دس بجے دن

[بہادر شاہ نے ظفر دیوان خاص میں سند نشیں ہیں۔ وزیر یعنی فرماب
حسن اللہ خاں۔ الٹی خوش اور چند رباری امراء حاضر ہیں۔ شاہی نبڑ
نے خبر دی ہے کہ امیر ٹھوک کے دیسی سپاہیوں کا شکر شہر میں داخل ہو
رہا ہے۔ بادشاہ اس خبر سے پریشان ہیں اور وزیر وی۔ امیر وی
سے مشورہ ہیں مصروف ہیں ۱۱

بہادر شاہ۔ نواب صاحب اگر یہ بھی ہے تو بہت بُری خبر ہے۔
نواب حسن اللہ " جہاں پناہ۔ چیاں تجویں کی تقسیم تو کچھ عرصے سے
شہر میں جاری بی تھی۔ اور اس کا سبب کسی کی کمبوں میں نہیں

آتا نہا۔

بادشاہ۔ ماں اس کے بارے میں تو ہم کو پہلے ہی تشویش ملتی؟
نواب۔ مگر میرٹھ کی بغاوت نے صبح سے شہر میں منگا مہر پا کر رکھا ہے
بادشاہ۔ سچ مجھ بہت بڑی خبر ہے۔ مگر اس کا سبب کیا ہو سکتا ہے
المئی سخیش۔ پیر مرشد! اس بغاوت کا سبب کچھ بھی ہو۔ لیکن ذات
ہمایوں پر حرف نہ آتے۔ فدوی کو تو یہ اندیشہ ہے کہ صاحب
رزیڈنٹ بہادر اس سے کتنی اور غنیمت نکالیں۔

بادشاہ۔ (تشویشناک الجہہ میں) اور غنیمت کیا؟ میرزا صاحب! آپ کا جیاں
ہے کہ انگریز حکام اس بغاوت میں ہم کو منتکیس سمجھیں گے۔
میرزا۔ خدا وہ وقت نہ ہے خلی المئی؛ لیکن اس امر کا خطرہ ضرور ہے۔
نواب۔ میرزا صاحب! انگریز حکام صاحبِ عقل و داشت ہیں۔ یہ
کیونکر ممکن ہے۔ جہاں پہاڑ کا ایسے فتنہ و فساد سے کیا تعلق ہو اور
پھر یہ منگا مہر میرٹھ سے شروع ہوا ہے؟

بادشاہ۔ اور کیا؛ ہمیں تو ابھی اس کی حیثیت اور حفیقت حال کا پورا
علم بھی نہیں۔ آخر یہ ہوا کیوں۔ اور کیسے؟

میرزا۔ نہ ہے۔ کارتوسون کی چربی کا جگڑا نہا۔

بادشاہ۔ کارتوسون کی چربی؛ کیا مطلب؟

میرزا "ظلِ الہی؛ کہتے ہیں۔ فوج میں کسی فتح کے نئے کارتوں بندوقوں میں سُنْتعال کے نئے دبیئے گئے تھے۔ ان کا رتوں پر پہلماں پاہبوں نے سور کی چربی کا شہریہ کیا اور بندوقوں نے گکٹے کی چربی کا شک کیا۔ اس نئے نام پاہبوں نے ان کے سُنْتعال سے انکار کر دیا۔ پرسوں ۹ میں کوہیر ٹھچاڑنی کے الگزیزادوں نے دیسی ملیٹن کے بہت سے آدمیوں کو اس انکار کے جرم میں دس دس برس کی قید کی سزا دی اور ساری فوج کے سامنے ان کو منہکڑای بڑی لگا کر بے عزت کے ساتھ گشٹ کرالی۔ اس پر نام پاہبوں نے شورش اور بغاوت کر دی۔ اور قیدی پاہبوں کو رہ کر اکے شہر میں بوٹ مار کی۔ الگزیزادوں کو مارا پیشی۔ اور اب دلی آپنے۔"

نواب "بہرہ میں مثل ہے کہ رعایت

"ہم تو ڈوبیں گے گذم کو بھی لے ڈوبیں گے"

بادشاہ "یہ لوگ دلی کیا کرنے آتے ہیں۔ ہماری رعایا پہنچے ہی پریشان حال ہے۔ اب یہ کسی اور نئی مصیبت میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں"

میرزا "ظلِ سبھانی؛ خانہ زاد کے نزدیک مناسب یہ ہے کہ حضور نڈیڑٹ بھادر سے صاف صاف فرمادیں کہ ہماری سہر دیاں

صاحب انجمنیزہ بہادر کے ساتھ ہیں۔ باجیوں سے ہمارا کوئی
واسطہ نہیں۔“

نواب صائب رائے ہے۔ جہاں پناہ باعیوں سے بزرگی کا انعام
فرما کر شہراً و تختہ کو ہر قوتہ دشتر سے محفوظ رکھیں۔“

بادشاہ رب العزت ہی حافظہ دناصر ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جھگڑا
محض کارتوسون کا نہیں۔ لکھ کی عالم یے چینی اور صاحبان انجمنیزہ
کی سختیوں اور رعایا یا سے بے پرد اہمیوں کی وجہ سے یہ بیکامہ ہوا ہے۔
ہم نے خوب میں شہر کی تباہی کا جزو نقشہ دیکھا تھا خدا نخواستہ فہ نہ بوا!
میرزا پیر و مرشد گستاخی معاف، دیوار ہم گوش دار، حضور کے لئے
اس قسم کے خیالات نیما نہیں۔ میری رائے نافض میں یہ آگ
چند قوتہ پرداز بدمعاشوں کی لگانی ہوئی ہے۔ تختہ و تاج کو
اس کی آنچ سے بچانا چاہئے۔“

بادشاہ آپ کا جیال بھی درست ہے۔ میرزا صاحب۔ لیکن ہمیں اپنی
رعایا کا ایک ایک فرد اولاد کی طرح عزیز ہے۔ ہم ان کے دکھلوں
اوہ سیپتوں کو بھی خاموشی سے نہیں دیکھ سکتے۔“
چوداڑ غل المٹی کا اقبال یا در۔ خبردار خبر لایا ہے کہ باجیوں کے خول
کے خول شر میں لوٹ مار چاہ رہے ہیں۔“

بادشاہ ”اللہ پاک رحمہ فرماتے۔ معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے“
 ”نواب“ جہاں پناہ۔ اس فتنہ کو جلوس سے جلد کچلانا مناسب ہو گا“
 بادشاہ ”نواب صاحب۔ آپ اور میرزا صاحب جا کر شہر کی حالت
 دیکھئے، اور معلوم کیجئے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں اور جہاں تک ممکن
 ہو انہیں لوٹ مار اور قتل و غارت سے روکنے کی کوشش کیجئے“
 ”میرزا اور نواب“ جوارشاد خلیل اللہ۔ لیکن حضور اس اشارہ میں صاحب
 رذیڈ نوٹ کو بلا کر ذاتِ ہماپونی کی اس شورش سے بے تعلقی ظاہر
 فرمادیں۔“

بادشاہ ”ہم خود کریں گے۔ پہلے آپ تمام حالات کا چاندہ لیں“
 ”نواب“ بہت خوب جہاں پناہ“ دو تو جاتے ہیں چوبدار آتے ہے
 ”چوبدار“ خلیل سمجھانی کا اقبال یا در۔ خبردار خبر لا بایا ہے کہ باعثیوں کے
 شکر انگریزوں کو قتل کر رہے ہیں۔ شہر پناہ کے بند دروازے
 کھلوا کر ہر طرف سے اندر را خلیل ہو چکے ہیں۔

(شور و غل کی آوازیں۔ رفتہ رفتہ قریب آتی سنائی دیتی ہیں)

بادشاہ ”یا انٹی خبر؛ یہ تو قریب آتے ہے جا رہے ہیں؟“
 ”آوازیں زیادہ قریب سنائی دیتی ہیں۔ ان کے نعروں کی صدائیں
 سخنے میں آ سکتی ہیں“ دین، دین۔ مہابی بادشاہ سلامت

ذنہ باد کے توسے بلند ہو رہے ہیں۔ بادشاہ کے چہرے پر خوش
ہراس کے آثار میں اور عالم سکوت میں کان لگتے آوازیں سنتے
ہیں۔ اتنے میں نواب حسن اللہ اور میرزا الملیخ شاہ جہاں
داخل ہوتے ہیں۔)

بادشاہ "خبریت۔ آپ لوگ کیا خبر لائے؟"
میرزا "ظلل الہی۔ شہر بھر میں آگ لگی ہے۔ باغیوں کے شکر چکتے
ہوئے ہیں، اور ایک یہ خفیہ قلعہ مغلی کے پاس آپنچاہے۔ وہ
ملاظہ فرمائیے۔ ان کی آوازیں صاف ستائی دینی ہیں۔"

بادشاہ "اب کیا ہو گا؟ ان کو سمجھانا چاہئے؟"
"نواب" جہاں پناہ ڈالنے کے لئے کہیں کہیں دستے راستہ میں
ملے۔ ہم نے انہیں روک کر سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر معلوم ہوتا
ہے ان پر دیوالی طاری ہے۔ شہر پر وحشت بر سر رہی ہے۔
صاحب انجریز بھاگے چلے جاتے ہیں۔ بیرونی کے بنگلہ کو
آگ لگادی۔ بہت سے حاکموں کی کوششیں آگ کے شعلوں کی ند
ہو گئیں۔ رکپتلن ڈیگر عمانوی قلعہ در دارہ بند کئے پریشان ہیں۔"
(آوازیں بہت قریب آتی ہیں)

بادشاہ "یہ تو بہت بُرا ہوا رسم کر، آوازیں بہت قریب آگئیں"

دنواب جھرد کے سے جہا نک کر دیجئے ہیں۔ اور وہ پس آگر بیان
کرتے ہیں)

تو آپ ”پیر درشدہ با غیوں کا شکر مٹھی دل کی طرح سلمتے بیدان میں
جمع ہے۔ نفرے لگارہا ہے۔ سماںت فرمائیے۔“
رفروں کی آوازیں: دین، دین، انقلاب زندہ بار، مہابلی بادشا
سلامت زندہ باد)

میرزا۔ صاحبان اگر زیان فعروں کو مُن کر جہاں پناہ پڑیں گے کریں گے۔
اِن لوگوں کی نادانی شہزاد تخت کو صدمہ نہ پہنچائے عالی جاہ آ
بادشاہ۔ جو شیخیت ایزدی۔ ہم خود دیجئے ہیں۔ یہ کیا چاہتے ہیں؟“
دیپھے قلعہ کی دیوار کے پاس بیدان میں آزاد شکر صفت آ را رک۔
بہرلکے سے دُرہ بادشاہ کی صورت دیجئے ہیں۔ اور زور زور سے نفرے
بند کرتے ہیں۔ بیٹے پشت پر نتے اب سامنے ہیں۔

آوازیں۔ مہابلی بادشاہ سلامت، فریاد ہے۔ فریاد ہے۔ ہمارا
الصفات حضور کے ہاتھ ہے۔ ہم پر فرنگیوں نے غلام ڈھلئے ہیں؟
آزاد شکر کا سردار (صفوں سے آگے بڑھ کر دستہ بستہ آواز بلند عرض
کرتے ہیں) ”ظیل الہی۔ بادشاہ سلامت، زندہ بار! ہم تباہ ہو گئے
ہمارا دین، اور مذہب بگاڑا جا رہا ہے۔ ہم نے جاؤں پر کھیل کر،

مرتھیل پر کھکھل کر آنگریزوں کا ساتھ دیا۔ ان کی حکومت اپنے لئے
میں قائم کرائی۔ پہاڑی بننے تو غزوہ سے اڑاتے ہیں۔ ستم ڈھنے
ہیں۔ ہماری بے عزتی سے باز نہیں آتے۔ ہم ان کو ہندوستان سے
نکال کے دم لیں گے احضور ہمارے شہنشاہ ہیں۔ دین خدا کا،
لک بادشاہ سلامت شاہ غاذی کا۔ ہم حضور کی پاہ میں آتے ہیں۔
ہمارا النصاف ہو۔“

(بادشاہ نہیں ہاتھ کے اشارے سے خاموش رہنے کی ہدایت
کرتے ہیں اور خطاب فرماتے ہیں)

بادشاہ میرے دہن کے فرزندوں تھم ہندوستان کی لاج ہو، میں اپ
بادشاہ نہیں، گونشہ شیخ فقیر ہوں۔ بادشاہت کہاں رہی؟ سو
بیس گزرے وہ بادشاہوں کے ساتھ رخصت ہو چکی۔ میں نگیر
خاندان ان کا نام لیوا ہوں۔ اپنی اولاد کو سینہ سے لگاتے باد
اللی میں صرف اس تکیہ پر مبیٹا ہوں۔ تم بھی میری اولاد ہو۔
تمہارا علم گوار ہوں۔ لیکن امداد سے مجبر و ناچار ہوں۔ میرے
پاس خزانہ ہے، سلطنت نر دولت، تم لڑائی چھکڑے کا جیل
نڑک کر دو۔ میں صاحب زر پڑھت بہادر سے سفارش کر کے تمہاری
صلح کراؤں گا۔ خدا کو منظور ہے تو یہ فتنہ و فادر فتح کراؤں گا۔

دنگرے بلند ہوتے ہیں : دین : دین - مہابلی بادشاہ سلامت زندہ باد، اور آزاد شکر آہستہ ہستا جاتا ہے۔ رز پرینٹ چھا،
بادشاہ کے پاس آتے ہیں)

نواب - "خلال المی، صاحب کلان بھادر!"

بادشاہ سلامت جھروکے سے ہٹ کر مند کے پاس کرتے ہیں۔ اور

رز پرینٹ سے معافہ کر کے اس کو برابر بٹھاتے ہیں)

بادشاہ - کیوں بھیئ۔ پہ کیا جھگڑا ہے۔ چیز تو اس فادے سے بہت تردد ہے!

رز پرینٹ - "چند فتنہ پر داڑپا ہیوں نے مراٹھا یا اور میرٹھ کے دیسی سپاہیوں کو بااغنی بنادیا۔ جبل خانے توڑ کران کے سامے قبیدیوں کو رہا کر دیا ہے۔ ساری شرارت ان غنڈوں کی ہے۔
شہر میں بلو امور ہا ہے۔ ہم ان کی سرکوبی کا معمول انظمام کر رہے ہیں"

بادشاہ - صاحب۔ بات یہ ہے کہ یہ معاملہ دین و نہ ہب کا ہے۔
ذر احتیاط سے کام لیجئے! ان جھگڑوں میں بڑی بڑی سلطنتیں تباہ ہوئی ہیں۔ مناسب ہے کہ ان لوگوں کو نرمی سے سمجھا۔ بجا کر راہ راست پر لائیے۔ سختی سے پیش نہ کیجئے۔ کہیں یہ آگ

سارے سے بُلک میں نہ پھیل جائے۔ ناہے اور دھمیں بھی شوش
پہ پاہے۔ آپ خود عاقل دادا نہیں ہیں۔“

رُزِ پیدائش تھے۔ دین کی کوئی بات نہیں بہان پر معاشروں نے یونہی بات
کا بُنگڑ بنا یا ہے۔ لیکن کیا آپ کی ہمدردیاں ان لبڑوں کے
ساتھ ہیں باڈشاہ سلامت؟“

باڈشاہ۔ حاش! ہم بے جایا وات اور فتنہ رفاد کو ہرگز روائیں رکھتے،
ان کی شوش سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ ہم تو محض رفع شر کے لئے
آپ کو سمجھا رہے ہیں۔“

رُزِ پیدائش۔ (طزریہ لمحہ میں) شکر یہ۔ لیکن ایسے فتنے ہم جو نے کی ہو کر
سے کچلنا خوب جانتے ہیں۔ ان گیوڑوں کی قضا انہیں بیاں
لائی ہے۔ یہ لکھنے نہیں۔ میرٹھ نہیں جہاں ہماری مختصر پیشی ہتی۔
یہ دلی ہے۔ ہم ان کو ذرا دیر میں فنا کر دیں گے۔ اور ان کے سب
حایتیوں کو بھیگت لیں گے، آپ فکر نہ کریں۔“

(چوبدار حاضر ہوتا ہے)

چوبدار۔ غلی المانی کا اقبال باڈرا! (رُزِ پیدائش اس آواز پر مسکرا تھا)
باڈشاہ۔ چوبدار کیا خبر لاتے ہو؟

چوبدار۔ جہاں پیاہ! مخبر خبر لا یا ہے کہ پانیوں کے شکر ہر طرف لوٹا رہا

مجاہتے، قلعہ مغلی کے پچاہک تک آپنے ہیں۔“
بادشاہ ”درزیٹ کی طرف دیکھ کر ”سنا آپسے بیرونی دڑختا
جا رہے ہے۔“

درزیٹ ”پرواہ نہیں۔ لیکن یہ قلعہ میں کیوں آنا چاہتے ہیں۔ آپ
کی درکے لئے؟“

درزیٹ بادشاہ کو معنی خیز نظروں سے دیکھتا ہے۔ بادشاہ خاموش ہیں
چورپار (حاضر ہوتا ہے) ظلیل الہی کا اقبال یا وہ محیر خبر لا جائے کہ باعثی
قلعہ کے اندر آ پہنچے۔ صاحب لوگوں کی میوں اور ہا با لوگوں کو
مار رہے ہیں۔“

درزیٹ عصب ناک ہو کر ہونٹ چاتا اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔
درزیٹ ”بمعاشوں کی یہ بحث! انہیں اچھی طرح کپلانا ہو گا۔“
بادشاہ ”خداوندار حرم! ہم یہ ظلم برداشت نہیں کر سکتے جیسے گن ہوں
کی حفاظت ہمارا فرص ہے۔“

درزیٹ بڑا اتا ہوا جلدی جلدی قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

بادشاہ تشویشناک انداز میں اس کو دیکھتے رہتے ہیں)
چورپار ”ظلیل الہی کا اقبال یا وہ باعثی لشکر قلعہ مغلی کے اندر ہر دروازے
سے داخل ہو رہا ہے۔“

بادشاہ:- (نواب حسن اللہ کی طرف فحاظ ہو کس بھی ذما اپ جائز میجھے
یہ کیا مصیبت ہے۔ ہور توں بچوں پر خراہ وہ کوئی ہری۔
ہاتھ نہ آٹھانے دیجئے۔ ہم اس شورنش کو مصالحت سے دبانا
چاہتے ہیں۔ مگر صاحب کلاں بہادر کی حکمتِ عملی کو یہ منظور
نہیں۔ جو رضی خدا کی ”

نواب سے جو حکم۔ خلی اللہ! رجاتا ہے)
میرزا الہی بخش:- ”جہاں پناہ ب صاحب کلاں بہادر کی گفتگو سے شک
شیء کی بوآتی ہے، حصور عالی کی ذات گرامی کی جانب انہوں
نے مشکوک اشارہ کیا ہے۔“

بادشاہ:- میرزا صاحب! ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہم نے باغیوں کو سمجھایا۔
صاحب کلاں بہادر کو نشیب دفراز سے آگاہ کیا۔ اب یہ ان
کی مرضی؟

دنواب حسن اللہ خاں پریشان بدھواں سے آتے ہیں (۱)

بادشاہ:- کیوں نواب صاحب خبریت؟

نواب:- خلی اللہ خضب ہو گیا۔ فریز صاحب کشر کو باغیوں نے بیداری
سے قتل کر دیا۔ (کچھ تباہ) ملکس بھی شدید نہیں ہوتے ہیں۔

بادشاہ:- ماٹیں! اللہ خیر! کشر صاحب قتل کرنے کے لئے کیے؟

نوآب ”حضرودہ عالم پناہ کے پاس آ رہے تھے۔ راستہ میں باغیوں کے گردہ نے انہیں چھیر لیا۔ انہوں نے مجمع کو مخاطب کر کے کہا کہ تم ہمارے ذکر اور سرکار انگریزی کے نمک خوار ہوتیں ہمارا ساتھ دینا چاہئے۔ بلہ باغیوں کے کھنے میں نہ آؤ۔ اور اس حجگڑے فارسے بازاً آ جاؤ۔“

پادشاہ: ”پھر۔؟“

نوآب ”جمان پناہ، باغیوں نے شور مچایا، ہم تمہارا ساتھ نہیں دینگے۔ تم ہمارے دین کے دشمن ہو۔ تم لیبرے ہو، ظالم ہوا مکار ہو، میں یہ منظر ذرا فاصلہ پر ایک در کی آڑ سے دیکھو رہا تھا۔ باغیوں کی یہ باقی سنکر فریزر صاحب اور چند انگریز سپاہیوں نے مجمع میں سے نکلنے کی کوشش کی۔ اور پستول کے فیبر کرتے ہوئے روٹھنے لگے۔ مجمع نے انگریز سپاہیوں کو قتل کر دیا۔ فریزر صاحب کے پستول سے کئی باغی سپاہی مارے گئے۔ اس پر ایک مسلمان لوہا نے جس کو میں پہاپتا ہوں، آگے پڑھ کر کوہے کا ڈنڈا ان کے سر پر اس زور سے مارا کر دو چکرا کر گر پڑے۔ گرتے گرتے انہوں نے گولیاں چلائیں۔ مگر باغیوں نے ان کو کچل ڈالا۔“

پادشاہ ”افسوس! یہ صاحب کلاں کی ناواقفیت اندریشی کا نتیجہ ہے۔“

وہ اس آگ کو سختی سے نہ بچا سکیں گے۔ نواب صاحب آپ اور میرزادہ حب فرزیز صاحب کی تحریز و تکفیر کا انظام کریں مجب شہزادے امراء اور قلعہ کے اہل کاران کے جنازے میں شرکت کریں۔ صاحبان انگریز کو مطلع کر دیجئے۔ اس ہنگامہ میں ان کے کھنڈوں کا اور کون آنظام کرے گا۔“

نواب۔۔۔ جو حکمِ ظلّ المئی

(نواب اور بہرنا جلتے ہیں، چو بدار آتا ہے)

چو بدار۔۔۔ ظلّ المئی کا اقبال یا اور قلعہ مغلی میں بہت سے اگریز بچوں اور بھیوں کو پناہ میں رکھنے کے لئے لا یا جا رہا ہے۔ بیکن باشی ہمارے پریداروں سے انہیں چینے اور ان سے جسلوں کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔

باوشاہ۔۔۔ بہت بُری بات ہے۔۔۔ میں اس کا سختی سے انظام کرنا ہو گا مزداغی اور شہزادہ جماں بنت آتے ہیں۔۔۔ آداب بجا لے کر باوشاہ کے پیوں دستہ بستہ گھڑ سے ہو جاتے ہیں)

باوشاہ۔۔۔ بھی امزاء یہ قیامت توڑھتی جا رہی ہے۔۔۔ کوئی تازہ خبر؟ مزداغی۔۔۔ جماں پناہ شر کی حالت بہت غریب ہے۔۔۔ انگریزوں کی ہوا اُکھڑا چل ہے، باغیوں نے ہر طرف قبضہ کرنا شروع کر دیا

ہے۔ کو راپشن مقابلہ کرنے کرتے عرب زبانی ہے۔ با غیر کل زور بڑھ رہا ہے۔
بادشاہ (راہستہ) بیٹا! اپنے دھن کے فرزندوں کو تم تو باعث نہ
کرو! یہ حاجز و مجبور ہو کر ملک اور قوم کی خاطر تن کی بازی لگانے
کھڑے ہوتے ہیں۔ افسوس کہ ہم ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ یہ
بے مری فوج۔ تنظیم اور سردار کے بغیر سر قدم غلط اٹھا رہی ہے۔

مرزا مغل "عالیٰ جاہ۔ وہ ستر میں لوٹ مار کر رہے ہیں۔"
بادشاہ "ہم جانتے ہیں۔ یہی تو کہہ رہے تھے ہم کہ ان میں تنظیم نہیں۔
کوئی رہبر اور ہادی نہیں جو انہیں صحیح رہستہ دکھائے۔ ہم سمجھتے ہیں
ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کے دلوں میں دھن اور دین
کی محبت، اور فلامی سے نبات حاصل کرنے کا پاکیزہ جذبہ ہے۔
لیکن ان کے ساتھ بہت سے آدارہ اور غیرہ مردار لوگ بھی شامل
ہو گئے ہیں۔ وہ انہیں خراب کر رہے ہیں۔ غلط راستہ پر لئے جا
رہے ہیں۔ اذریشہ ہے کہ یہ ہمیں بھی خراب کر دیں گے۔ انگریز کی
قوت ایسی مکروہ نہیں جیسی انہوں نے بھجو رکھی ہے۔ اس کی حکمت
علی خدا کی پناہ۔ مگر اس وقت صاحب بہادر غدر کے نشہ میں
ماقبالت اذریشہ سے کام لے رہے ہیں۔"

مرزا مغل "جام پناہ۔ اس وقت تو انگریزوں کو نیچا دیکھنا پڑا ہے۔"

بادشاہ۔ ”ہاں، مگر کون جانتا ہے۔ یہ حالت کب تک قائم رہے ہے۔
بھیں خود ہے کہ ہندوستانی شکر کی شکست، ملک کی تباہی کا
سبب اور دو دو ماںِ مغذیہ کے چراغ کو گل کرنے کا مرجب نہ بن جائے۔
اس لئے سوچتے ہیں۔ (عورت کی نے لگتی ہے)

مرزا مغل، ”بادشاہ کے قریب ہو کر) جہاں پناہ! اجازت ہو تو سہنہ
ہندوستانی شکر کی کان سنجاۓ؟

بادشاہ۔ ”بھیں تو تمہاری خجائحت سے بہت امیدیں ہیں۔ لیکن.....
سوچتے ہیں۔“ [چرچا جاری آتا ہے]

چورپدار۔ ”ظللِ الہی کا اقبال یا ور کئی معمول اور انگریز بھروس کو با غنی ہالے
ہے، محفوظوں سے چھین کر لے گئے۔“

بادشاہ۔ ”خدا کی پناہ۔ یہی نادانی ان ہمقوں کی بربادی کا سبب ہو سکتی ہے۔
مرزا مغل سے کوئی مراز اتم اور جہاں بخت جلدی جاؤ۔ اور جس طرح ہو
سکے ان پے گناہ عورتوں بھوس کو بچاؤ۔ یہ سب ہماری پناہ ہیں ہیں
ان کی حفاظت کرو۔ عورتوں بھوس پر کوئی ظلم نہ ہونے پائے۔
ہماری طرف سے اعلان کر دو۔“ [چرچا جاری آتا ہے]

چورپدار۔ ”ظللِ الہی کا اقبال یا ور! شر سے خبر آئی ہے۔ انگریزی فوجوں اور
ہندوستانی سپاہیوں میں کئی سورچوں پر چماں کی لڑائی ہو رہی ہے۔“

پادشاہ۔ ربِ قدر پر حافظا و ماصرہ ہے :

دیکھتے زور کا دھماکا ہوتا ہے۔ پادشاہ چونکہ کر منہ اٹھاتا ہے۔

ایک طرف جھروکوں سے تیز آگ کا شعلہ نظر آتا ہے)

پادشاہ۔ خداوند ابر حجم، فضل و کرم! کیا تو ہیں قلعہ کے قرب آپسیں؟
جو بدار۔ مغلی اپنی کا اقبال یا دربار! مخبر خبر لا بایہ ہے کہ ہندوستانی لشکرنے
انگریزی میگزین کا محاصرہ کر لیا تھا، انگریزوں نے اس میگزین کو
بار دار کر لیا۔ قریب کے کئی مکان ڈھے گئے۔ بہت سے
صاحب انگریز کے چیخیرے ڈھے گئے۔

پادشاہ۔ پناہ بخدا! انگریز کی دورانیتی، حکمت اور بہت کا یہی تعاقبا
نخانہ کتنی بڑی قربانی! اگر ہندوستانی لشکر اس میگزین پر قبضہ
کر لےتا تو انگریزی سپاہ کمیں کی نہ رہتی۔ کون جانے میت
ایزدی کیا ہے؟ دیکھتے ہی دیکھتے کیا قیامت پر پا ہو گئی۔ ابھی
بکھر و صہرا کہ ہمارے کان جواں بجنت کی شادی کی آتش بازی
کے دھماکے اور دھومن دھام دیکھ سکی رہے رہتے۔ اعد آج
یہ خوفناک طوفان! الٹی خیر ہو، میرے بچوں کی خیر ہو۔ علات
کی خیر ہو۔ نامہ میں دلتوں کی خیر ہو۔ خداوند! تمہاری خاندان
کی لامع تیرے ہاتھ ہے۔ ہندوستان کی آن اور حفظ محفوظ

رہے، رخیا کی جان فابر پچالے؛ ہم سب تیرے کرم کے
حولے!

{بادشاہ کی آواز میں رفت طاری ہے۔ دہ دُور افق میں سکتا رہتا ہے
جیسے کسی کی آمد کا بے صبری سے انتظار ہو، اور دالہانہ انداز میں
دو نو ماہہ دعا کے لئے اٹھا کر خاموشی سے انجمیں بند کئے کھڑا رہتا
ہے [

پہلا ایکٹ — پانچواں میں

غرباً مٹو مکان

زمانہ : دبی جیونہ

وقت : شتم

منظر : ایک غریب فیلان کا معمولی مکان۔ محمد فیلان اپنے ساتھ ایک انگریز عورت اور مسن بچہ کو نئے گھر میں آتا ہے۔ محمد کی بیوی (ان کو دیکھ کر پلّاتی ہے،

بیوی۔۔۔ ہے ہے یہ کیا۔ یہ کافر دن کو گھر میں گھا لاتے؛ تم دیوانے ہو گئے؟

محمد۔۔۔ دیوانی چپ رہ؛ کوئی سن نہ لے۔ عورتوں بچوں کی حفاظت دو کوئی بھی ہوں، ہمارا فرض ہے اور یہ تو ہمارے صاحب کی میم اور بابا ہیں۔ ان کو چپ چاپ کہیں چھپا لے۔۔۔

بیوی۔ ”نماہا مجھ سے بیرون ہو گا۔ اپنے دین کے دشمنوں کی خلافت کر دوں اور وطن والوں سے دشمن مول دوں۔ کسی کو خبر ہو گئی۔ تو ہم کو بھی ان کے ساتھ قتل کر دیا جائے۔ انہیں ہندوستانی سپاہیوں کے حوالے کرو۔ وہ خود بھیکت ہیں گے۔“

محمد۔ ”عنیک بخوبی، پاگل نہ ہیں۔ ہمارا نہ ہب دشمنوں کی عورتوں بچوں سے بھی بدسلوکی کو منع کرنا ہے۔ اور یہ تو ہمارے عین ہیں ہیں جو ہم نے ان کا نکاح کایا ہے۔ ان کو تو چپ چاپ تھے خانہ میں چھاپئے بیوی۔“ اچھا۔ جو تمہاری مرضی۔ چلو بی بی۔“

محمد۔ ”اور دیکھو یہ کیسی روز سے بھوکے ہیں۔ جو کچھ ہوا انہیں کھلا دے۔ اور آرام سے سلا دے۔“

بیوی۔ ”کھلانے کو کیا دھرا ہے۔ نخوذے سے چاول پکانے ہیں۔۔۔“

محمد۔ ”دیس وہ سب انہیں کھلا دے۔“

بیوی۔ ”ایک چٹانک بھی نہیں ہیں۔ میں نے اسی لئے بیس کھلتے تھے کہ تم بھوکے پاپے سے آڈے گے۔“

محمد۔ ”مجھے تو پانی پلا دے۔ پیٹ بھر لوں گا اور انہیں کھلانے کے بیوی۔“ تم بھوکے رہو گے؟“

محمد۔ ”میری فکر نہ کرو۔ جلدی سے انہیں کھلا د پلا د اور چھپا دو۔“

بہرے شور سنائی دیتا ہے۔)
 (یہم شور کی آواز بس سن کر کاپنے لگتی ہے۔ بچپروں تاہماں کو
 پڑ جاتا ہے،

محمدؐ " یہم صاحب، اب گھر میں نہیں۔ ہم اپنی جانوں پر کھیل کر آپ کی اور
 بابا کی حفاظت کریں گے (ببری سے) بابا کو گود میں لے اور علبدی
 سے تہ خانہ میں لے جائیں" ۔

(ببری بچہ کو اٹھا کر نزدھے سے لگاتی ہے اور یہم کو ساتھ لئے
 اندر جاتی ہے)

کئی جاہہ اندر گھس آتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں نگی تواریں

ہیں)

ایک تہ کہاں میں وہ کافر؟

دوسرا۔ جلدی بتاؤ کہاں چھپا پایا ہے؟

محمدؐ "۔ بھی بتاؤ تو کوئی بھی نہیں"۔

ایک تہ جھوٹ ملت بولو"

دوسرا۔ "کافر بچوں کا خون پی لیں گے ہم"

ترسیرا۔ تم جھوٹ بولو گے تو تم کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ تھاٹو۔"

محمد۔ ”جو تمہاری خوشی۔ پر یاں کوئی بھی نہیں آیا۔“
 ایک ”چبو باہر دیکھیں کہیں بھی میں چھے ہوں گے“
 دوسرا ”چبو خلدی چلو۔ کافر نپھے۔ دین کے دشمن؟“
 دوسرے لگاتے باہر جاتے ہیں مذاکی بیوی بیم کو لے کر باہر آتی ہے
 محمد دا آئے۔ اب کوئی دُر نہیں رہا۔ وہ لوگ چھے گئے ہیں
 بیم ”تمہارا بہت بہت شکر یہ ملتا۔ تمہنے ہماری حضرت بچائی، بایا
 کو بچایا۔“

محمد ”بیم صاحب یہ سہارا فرض تھا۔ آپ نے کھانا کھایا۔
 بیم ”مشکر یہ۔ خوب کھایا،“
 محمد ”بابا سو گئے کیا؟“

بیم ”ہاں؛ وہ کل نے نہیں سوایا تھا۔ محمد اب تم صاحب اور ہمارے
 دوسرے گھر والوں کا پتہ لگاؤ۔ ہمہب نکھ گئے تو تم کو
 انعام سے مالا مال کر دیں گے۔ یہ لوڑا ٹکٹوٹی دے کر (خیج کے
 لئے اپنے پاس رکھو۔“

محمد ”بیم صاحب۔ مجھے مشتملہ نہ کریں۔ ہمیں غریب آدمی ہوں مگر
 میں جو کچھ کر رہا ہوں کسی لائق سے نہیں فرض کیجئے کہ کر رہا ہوں۔
 آپ ہمارے دین کی پناہ میں ہیں۔ ہمیں صاحب اور سب کو

تلاش کرنے جاتا ہوں۔

میم ”رہنبر مدد“ ہماری خوشی ہے۔ تم اسے اپنے پاس رکھو۔“
محمد میم صاحب، میں مسلم ہوں۔ ہمارے ذہب میں خود توں
پھوٹ کی حفاظت کرنا اور کمزور دنوں کو بچانا فرض ہے۔ کسی
لائج سے فرض ادا کرنا گناہ ہے۔ آپ آرام کریں۔ میں جاتا
ہوں۔

میم ”مدد تم بہت بچھے آدمی ہو۔“
بیوی میں ”تم اب کہاں جا رہے ہو، باہر تو الیسی آفت پھی ہے۔ رات
ہو گئی۔ میں نہ جانے دنوں گی کہ صبح جانا۔“

محمد ”خدا مالک ہے۔ وہ ہماری مدیرے گا۔ رات کے اندر جبرے
میں میں انہیں چھاپ کر لاسکوں گا۔“

بیوی ”تم اپنی جان جو کھوں میں ڈال رہے ہے سہ۔“
محمد ”ہم سب کی جان خدا کے اختیار میں ہے۔ خدا حافظ۔ میں ابھی
آتا ہوں میم صاحب اور بابا کا خیال رکھنا۔

محمد چلا جلتا ہے۔ بیوی اس کو حضرت سے تکنی اور ہاتھ اٹھا
کر اس کی سلامتی کی دعا مالگتی ہے۔ میم اس کو شکر گزار
نظروں سے سک رہی ہے)

دوسری ایکٹ — پہلا بین

قلعہ محلی میں دیوان خاص

زمانہ: ۱۶۰۰ء گستہ شہر

وقت: دوپر

منظرا: باشا و سلامت منڈشیں ہیں۔ پہر میں ملکہ زینت محل مجھی میں باشا اور ملکہ خوش نظر آتے ہیں اور فتنگر میں صرف ہیں۔ کبیزیں موڑپن چاری

ہیں۔

باشا: "الحمد للہ الشہر میں امن بحال ہونے کی خبری آہی ہیں۔"

ملکہ: "الشہر پاک کا احسان ہے۔ تخت و تاج کی بجائی اور سلطنت کی شان و شوکت کا درود رہے ہے۔"

باشا: "ملکہ تم نے بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ ہبی انگریس ہے۔ پچھلے نو ہزار اشکر کی رسد کا انتظام کرنے کے لئے ہم نے تمہارے تمام مسافت

کم کر لئے تھے۔"

ملکہ: "حنو، اس کا خیال ہے فرمائیں، بزرگ کو فخر ہے کہ کسی نہ کسی صلح تو ملک اور
وہم کی خدمت میں شرکت نصیب ہوئی، حضور نے مصادف خاص میں
بھی توجیہ نہیں کروادا کی تھی۔"

پادشاہ: "زادقت جو تھا بگیم، خزانہ میں قومت سے کوئی نہ تھی، ایک لاکھ
 روپیہ یا ہانہ میں تھا ہی غانتہ، ان شہر ہزاروں اور وزراء، امراء و خدام کی
 تھنڈا ہیں بھی پوری نہ ہوتی تھیں، پھر آزاد فوجوں کے سیاہی فاقہ کرنے
 لگے، ہم نے انہیں لوٹ مار سے باز بہنے کی تاکہ بکاروں کی خوراک
 اور جملہ مصادف کا انتظام بھی ہمیں کرنا ضروری تھا، خدا کا شکر ہے
 وہ تُن دوستی کا وقت پیریت سے گزر گیا۔"

ملکہ: "شہر پاک کا لا کو لا کہ احسان ہے۔ اب تو فتح کی خوشخبری کا انتشار
 ہے۔ عایا فاسخ الہمال اور خزانہ بھر پور ہوا ہے۔

پادشاہ: "جبکے ہزار بجت خان نے شہر کا انتظام سنچالا ہے، امن فارم بھونے
 لگا ہے، زمین بھل رہے ہیں سلڑی ہی ہیں، دلی کے سارے
 دروازوں کا باقی ہے،
 دروازوں کا باقی ہے؟"

ملکہ: "نشادِ اللہ فتح ہو گی، حنونہ بجت خان کون ہے؟ کہاں سے آیا؟

ہے؟ کیا اس کے باپ دادا بھی شاہی شکر میں ہے ہیں؟"
باوشاہ۔ "مغلیہ سلطنت کے عہد میں اس کے باپ دادا اور دادکے نوادریوں
کے سپری سالار رہ چکے ہیں۔"

ملکہ۔ "بجا ارشاد۔ خانہ ای آدمی اور تجربہ کار بجادہ حنف معلوم ہوتا ہے۔"
باوشاہ۔ "بنت خان نے ہیں اپنا حسب نسب تباہا تھا۔ اس کے باپ
جہانشہ خاں، دہلیوں کے مریٹ اعلیٰ حافظ ارجمند خاں کے پوتے اور زو اپ
شہزادہ اللہ ولہ کے خاندان کے خوبیں تھے،

ملکہ۔ "گویا نجیب الطوفی آدمی ہے۔"
باوشاہ۔ "ہاں بنت خاں کی ماں نواب کے خاندان سے تھیں۔ — کھتھیں دو
دلوں اور چار ہنکھوں کے میل سے دہلیوں اور نواب ایاں اور دادکے خاندانوں
کو ملا دیا۔"

(آخری فقرہ پر باوشاہ کی ہنکھوں میں چک پیدا ہوتی ہے۔ ملکہ ہنکھوں سے
باوشاہ کی طرف سمجھتی ہیں، باوشاہ کے چرس پر پیش اور ملکہ کے چرس پر
جیا کی سرخی جھلانے لگتی ہے:-)

باوشاہ۔ (آہ سر جھینچکر) پیدلوں کے معاملات بھی خوب ہوتے ہیں۔
(ملکہ ہنکھیں سمجھ کر لیتی ہیں۔)

باوشاہ۔ میاں ا تو ہم تم کو بنت خاں کا حال سناتے ہیں تھے۔ نواب شجاع الدین نے

عبداللہ خاں کو سلطان پور کا پرکشہ جا گیر میں بختیا اور ان کا خاندان اسی
علاقہ کی ملنی پر گذرا بہر کرنے مارا ہے۔ بخت خاں تعمیم وزریت سے فارغ
ہوا۔ اس کے بہت اور حوصلے ہم کے ساتھ پڑھنے لگئے، اور اُس نے
خاندانی بنا گیر پر اتنا کرنے کی وجہ انگریزی فوج میں توکری کری؛
ملکہ - "بِرَاهِمَتِ وَالْأَنْكَلَادِ" :

باڈشاہ نے بے شک۔ اس نے بہت جلد ترقی کر کے انگریزی ترسخانہ میں
صوبیداری کا حمدہ بھال لیا۔ اور اب اپنے ایک رشتہ دار ولیر
سردار خاں بہادر خاں کے مشورے سے تو کہی چھوڑ کر ولی کے
اس ہنگامہ میں کو دپٹا۔ جولائی کے آغاز میں آیا تھا۔ اس ڈیج ماہ میں
اس نے شہر کی حالت اور لڑائی کا نقشہ درست کر کے محب نگ
چھا دیا ہے، ٹرائی میں خلیند اور شجاع سپر سالا رہے۔"
ملکہ - "حضور میں تو سمجھتی ہوں۔ خدا نے ولی کے لئے اسے رحمت کافی
ہنا کر بھیجا ہے" :

باڈشاہ تاں میں کیا شک ہے۔ ملکہ ہم نے انگریزوں اور رعایا کے
درمیان صلح صفائی کی بہت کوشش کی۔ مگر انگریزوں کا غوران
کے آٹے سے آیا۔ قوم کو معلوم ہے، پہلے ہم نے اس بھجوئے رہی
سے الگ رہنے کا ارادہ کیا تھا مگر ہندوستان کے بہادروں کو ظلم قوم

کاشکاپ ہوتے اور بھوکیں مرتے نہیں دیکھ سکتے تھے آخوندیں ان کی حفاظت کے لئے آمادہ ہوا پڑا۔“

ملکہ - ”بجا ارشاد ہے خلیل اللہی عُسَنَہ ہے مرزا مغل اور بخت خان میں کچھ ان بن ہے“

پادشاہ مغل تیموری شہزادہ ہے۔ جان ہرے نما آزمودہ کار بھی۔ اس کی آنکھوں نے دو دن مغلیبیہ کی پھیلی شان و شوکت اور معز کے آرائیں کھاں دیکھی ہیں۔ ہم نے اس کو آزاد اشکر کا کمانڈر اور بخت خان کو کمانڈر اچھیت نیا پایا تھا، جو ان بخت، خضر سلطان اور مرزا ابو بکر کو علیحدہ علیحدہ عمدے پر دکٹے تھے مرزا مغل نے فد کی کمانڈر اچھیت اس کو بنایا جائے۔ ہم نے بخت خان کو مغل کے ماتحت رکھنا گوارانہ کیا۔ اس لئے اب مرزا کمانڈر اچھیت اور بخت خان پر یہ کمانڈر اور شہر کا حاکم گورنر ہے۔ کیونکہ ہم نے ابھی جنگ کے دوران میں شہر کو فوجی انتظام کے ماتحت رکھنا مناسب سمجھا ہے۔

ملکہ - ”بجا ہے خلیل اللہی“

پادشاہ تو مرزا کا جوان خوب جوش میں ہے۔ وہ کسی کی متحی گوارانیں کرتا۔ اس سے ناتبر پکاری کے باعث کئی غلط حکم صادر ہو چکے ہیں سے فقصان کا اندریشہ ہوا۔ اور بخت خان کے ضبط و نظم میں خرابی

واقع ہی۔ ہم نے مرا خوبی سمجھا دیا ہے۔ ممکن ہے وہ بخت
خان سے چٹک رکھتا ہو۔ مگر ہم اس کو درست کر لیں گے：“
ملکہ۔ عالی جاہ۔ شہزادہ جوان بخت کو تو کچھ اور بھی شک ہے:
باوشاہ کیا شک ہے جوان بخت کو۔”
ملکہ：“وہ کہتا تھا شاپر حضور کے امیر دل میں سے کسی نے مرا مغل کرو رفعت
یا ہے۔”

پادشاہ" نداون ہے وہ — دینِ محمدی سے عمر اور تجربہ میں تو احتناف نہیں ہو
جاتا بلکہ جو ان سجنست بچپن ہے ہمارے امیروں میں کوئی بھی ایسا نہیں
جو اس قسم کی حرکت کرے یہ خدا رہی ہے اور ہمارے جانشیار امیر ایسے
نکھلوا مام اور غیر معتربر نہیں ہو سکتے۔ قسم تو واقع ہو۔ حکیم حسن اللہ
خان میرزا الہی بخش، یہی ہمارے قدیم دخادار اور وزیر امیر ہیں۔ یہی عمار
خاوند شیر ہیں۔ ان کی حرف ایسی بگانی ہم حافظت اور نمادانی کرتے ہیں۔
بلکہ ۱۔ جہاں پناہ کا ارشاد عالی سجادہ درست ہے۔ جو ان سجنست کو خلط فہمی موتی
ہوگئی۔ بچپن تو ہے یہیں کو حکیم صاحب پر کچھ نہ کہے۔ خلط فہمی!
پادشاہ: جو سکتی ہے خلط فہمی۔ لیکن یہیں جو ان سجنست کو اس قسم کی بے ہما
بہگانیوں اور خلط فہمیوں میں بدلادیکھنا نہیں جاتے۔ اس کو بھگانا
ہوگا۔ یہیں جو ان سجنست سے بڑی امیدیں ہیں۔ وہ ہماری آخرتی کی نہیں

کام کرنا نہ ہے۔ اسے ہندوستان کے خواب کی خوش آئند تعبیر بتا ہے۔
ملکہ ”خدا نے چھاٹا تو جہاں پناہ کی تیزیت ہمایوں سے فیضیاں ہو کر وہ جہاں
تدبیر اور جوان بخت بننے لگا۔“

پادشاہ ”انشاء اللہ ادعا عمر سے زیادہ سمجھیدہ۔ داشش در، سعید اور دلیر ہے
جو ان بخت نے کئی مصروف میں بڑی شجاعت دکھائی ہے۔ جنرل
بخت خاں نے ہم کو بتایا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ وہ بخت خاں
کا دست و بازو ثابت ہو رہا ہے۔“

ملکہ ”ابحول اللہ ای خوش بختی کی دلیل ہے نسلِ الہی کی خوشنودی مبارک حال
کرنا اس کی سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔ وہ اس پر سدا فخر رہے گا۔“
پادشاہ ”ایسی باتوں پر فخر کرنے کا وقت ڈر گیا ملکہ۔ ہم جوان بخت کو صائز
تدبیر و حکمت اور دلیر و شجاع، عاقل و فرزانہ حکمران دیکھنا چاہیتھے ہیں
ہم اس پر فخر کریں گے جب دیکھیں گے کہ صاحبِ تخت و تماش
بن کر اس نے رعایا کی خوشنودی حاصل کی وہاں کی خوشحالی اور ملک کی
بہبودی کا لحاظ اس کا سب سے بڑا فرض ہونا چاہیئے۔ اس کی اور ہماری
سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہو گی کہ وہ جہاں بانی کے فرائض میں سب
سے اہم رعایا سے محبت اور انسانیت کا احترام و احباب سمجھے باخوبی
ہندوستان کے خوابوں کی خوش آئند تعبیر بھی ہے!“

ملکہ: "غیرب ہندوستان عالی جاہ؟"
 پادشاہ: رآہ سر کھینچکر، "ہاں ملکہ! تمہری سطوت، مغلیہ جاہ و جلال کی
 حشمت، اور رعایا کا باہمی تعاوون یعنی گفتہ ہی ہندوستان کی دوستی
 تھی۔ یہ خدا نے دست ہر قیامت پکے۔ ہمارا ہندوستان اب غیر بے
 ہے۔ کاشت چندرت دوست پھر واپس مل جائے!"

(پادشاہ اپنے تصورات میں ٹھوڑا ہوا خاموش بیٹھا ہے ملکہ
 چب چاپ چیرت دعست سے اس کی طرف تکنی رہتی ہے
 ایک کنیز آتی ہے)

کنیز: "ظل اللہی! — شہزادہ ولیعہد بہادر —
 پادشاہ: (چونکہ) ہوں ا شہزادہ ولیعہد۔ اس کو اجازت کی فرورت نہیں،
 آئے دو۔"

کنیز: "ظل اللہی۔ جماں پناہ! (رد اپس جاتی ہے)
 پادشاہ: یادش بخیر۔ ہم جو ان بخت سے اسی وقت سب باتیں کرنا جاتے
 ہیں۔"

[جو ان بخت مجرما ہوا آتا ہے اور آداب شاہی بجا لائے
 خاموش کھڑا ہو جاتا ہے۔]

پادشاہ: جو ان بخت۔ آدم سم ابھی تمیں یاد ہی کر رہے تھے بیٹا!

جوں بخت "غلام کی خوش نصیبی ہے جہاں پناہ!"
پادشاہ "بیٹا۔۔۔ ہم بادشاہ نہیں اب تم بادشاہ ہو، اور ہمارے بیٹے ہو
غلام نہیں۔ شہزادہ کہو!"

جوں بخت "ناچیز کو جہاں پناہ کی غلامی پر ناز ہے؛
پادشاہ "بیٹا، ہم تمہیں غلامی پر نہیں ملک اور قوم کی آزادی پر ناز کرتے
دیکھنا چاہتے ہیں!"

جوں بخت - بجا ارشادِ ظلّ الہی۔۔۔ لیکن ہوا اکرم مخالف ہونے لگی ہے:
پادشاہ "ہوا مخالف اکیوں؟ کیا کہنا چاہتے ہو تم؟"

جوں بخت "جہاں پناہ! کشیری دروازے کے سورچ پر صبح سے جو
خرزی زجنگ ہو رہی تھی۔ کئی لمحے تک ہمارے شکر نے انگریزی
فوج کے خوب خوب دانت لکھ کر کے۔ کئی بار مخالف فوجوں کے
پاؤں اکٹرنے کے قریب ہو گئے۔۔۔"

(دقہ)

پادشاہ "اتشویش کے ساتھ" پھر۔۔۔ چھر کیا ہوا۔۔۔ اب کی نقشہ ہے!
جوں بخت "نقشہ بکریا ہے۔۔۔ جہاں پناہ۔۔۔ جنرل بخت خان نے
اس سورچ پر جس بہادری اور لولو العزمی کا ثبوت دیا ہے، وہ بیشال
ہے۔۔۔ ہمدردی ذہبی بھی حیرت انگریزوں سے لٹکی ہیں جنرل خدا

نال کے ساتھ دشمن پر علیہ پانے کی تکمیل کرتے رہے۔ مگر معلوم نہیں کہ وہ ہماری فوجیں بدل ہو کر پسپا ہونے لگیں۔“

بادشاہ۔ رمضان طرب درنجیدہ ہوئے، پسپا ہونے لگیں۔ آزاد فوجیں؟ وہ کیسے؟“

جو ان بحثت۔ «طلال المُنْتَهی! کچھ سمجھو میں نہیں آیا۔ کیوں اور کیسے، مگر معاشرے فتحیاب لشکر میں کھلبیلی میں گئی شور و غل ہوا اور تمام سپاہیوں کے پاؤں الٹھڑ گئے۔ جز لصاحدے چیخ چیخ کر ان کو روکنے اور مورچے سنبھالنے کی لاکھوں کو شمش کی لگڑی پیش نہ کئی۔ جز لصاحدے اب تک باقیماندہ فوج کے ساتھ عجیب دلادوری سے لڑ رہے ہیں۔ مگر حالت مگر چکلی ہے۔ مجھے جہاں پناہ کی خدمت میں مطلع کی غرض سے بھیجا ہے کہ حضور نظرہ سے آگاہ رہیں اور محلات کی حفاظت کامناسب بندوبست کیا جائے؟“

بادشاہ۔ «محیر رکر تو یہ کموک غنیمہ فتحیاب ہو چکا۔ اچھا، جو خدا کی مرضی ہو۔ ملکہ۔ ملکہ تو ایسی پریشانی کی خبر لائے تھے اور اطینان سے باتوں میں صہروفت ہے۔ یہ خبر تو تمہیں فوراً جہاں پناہ کے گوش گزار کرنا ہتھی۔“

بادشاہ نہیں ملکہ بھرم جو ان بحثت کے استقلال اور سبودھت کو دیکھ کر

مسُرور ہیں۔ وہ بڑی خبر لے کر آیا مگر بچوں یا بزرگوں کی طرح نہیں
گزگڑا یا۔ آتے ہی اس نے شور نہیں مچایا۔ نیر تواب حفا
کی تدبیر کر دیا۔

(کنیز آتی ہے)

کنیز یہ ظلِ الہی اجہاں پناہ! لار و گور نز بادر بخت خاں حاضری کی اجاز
چاہتے ہیں:

باو شاہ۔ روپیشان ہو کر ”جلدی بالا و املا قمِ محل سرا میں جاؤ، خداوند ان تو
ہندوستان کا حافظ و ناصر ہے۔ تیمور کے خاندان کی عزت و ناموں
کا تو ہی محافظ ہے“

دھنیل بخت خاں آتا، اور ادب شاہی سجالاتا ہے اس کی
صورت غلگین و افسرہ ہے)

باو شاہ مرضظر بانہ انداز میں ہے آدم بخت خاں۔ خیریت ہے، بھیٹھو۔
بخت خاں یہ جہاں پناہ خلام کی زبان سے حضور کے روپ و یہ فقط ادا
نہیں ہو سکتے کہ خیریت اب کہاں ہے

باو شاہ۔ ”جو ان بخت کی زبانی ہم مختصر کیتیں سن پکے ہیں۔ لیکن اب
کیا ہوا؟“

بخت خاں یہ سب کچھ ہو چکا حالی جاہ بکس زبان سے عرض کر دیں کہ

کرفدوی کی بدنگتی نے فتحمند مورچہ کو دشمن کے حوالہ کر دیا ! ”
باوشاہ ” تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہندوستان کی شکست ہوتی ”
بجنت خاں ” خل الہی ! ”

باوشاہ ” مشیت اینہ دی میں کوئی جارہ نہیں ۔ صاف صاف کہہ دو کہ
دلی کا تخت تختہ بن گیا ! ”

بجنت خاں ” خاکم بدھن ! فدوی جہاں پناہ کے حضور زندہ حاضر ہونے
پر شرمسار ہے ”

باوشاہ ” تمہاری اس میں کوئی کوتاہی نہیں ۔ مغلیہ سلطنت کی گرتی دیواروں
کو تم نے اور تمہاری بہادری پاہ نے سنبھالنے کے لئے کوئی ذمہ
فروغ کذاشت نہیں کیا ۔ ہماری قسمت کی کوتاہی ہے تیری خاندان
کے چراغ کو آمدھیاں بھجنے پر تھی ہوتی تھیں اس کے لگل ہونے
کا وقت قریب ہے ۔ ہم اس منگام کے آغاز میں اسی انجام
کی سہیتاک جملہ بھاول دیکھتے ہے ۔ بدھصیب ہندوستان کا خواب
حریت شرمندہ تعمیر نہ ہو سکا ! ”

بجنت خاں ” خل الہی ! پیر و مرشد ”

باوشاہ ” نہیں ۔ باوشاہ خدا کا سایہ ہوتا ہے ۔ ہم باوشاہ نہیں ۔ ہم نہیں ہوتی
سلطنت کے سوگوار مٹی ہری قوم کے نوجہ گرا در محل ہوتے چراغ کا

منہجیں دیواریں ہیں۔ ہماری بدینکنی کی نخوستوں نے تمیورِ حظیرہ کی پُر جلال سلطنت کو فلامن بنا دیا۔ آہ! انڈھیب ہندوستان کا خواب اُج ہم تصور میں خواب پرشاں کی تعبیر ہے مجھ سے ہے ہیں۔ ہندوستان کی عظمت لٹ رہی ہے۔ لال قلعہ دیران ہے دلی برباد ہو رہی ہے۔
”قومی تہذیب مرٹ رہی ہے“

بحت خاں یہ جہاں پناہ۔ جاں شاراب بھی سڑکوں گھلیوں اور محلوں میں ایک ایک انجوں کے نئے دیڑ ہے ہیں، اکٹ ہے ہیں اور دشمن کا بے جگری سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ حضور کی خدمت میں خدا نے شرم و ندامت سے داغدار چہرہ کے کاس نے حاضری کی جرأت کی ہے کہ شاہی خاندان کی خناکت کا انتظام کیا جائے اور خالی جاہ فدوی کے جانباز سپاہیوں کی خناکت میں دلی سے کسی محفوظ معاوم پر تشریف لے جائیں۔ یہ جاں شار جہاں پناہ کے پر جنم تکے قرب و جوار کی راستوں کو جمع کر کے ایک بار ایسا محلہ کر دیں گے کہ یہ غیر متوقع اچانک شکست حضور کے اقبال سے فتح میں بدل جائے۔“

بادشاہ یہ غیر متوقع اچانک شکست، مگر بحث خاں اس کے دبابے خر کیون مکر پیدا ہوئے۔

بخت خال۔ عالی جاہ۔ ملک کے بہت سے بدنواہ وطن دشمن را بھے
ہمارا بھے پیارا نام بھر۔ پپور تحلہ۔ اور جیند دغیرہ انگریزوں کے
مددگار بن گئے۔ سکھوں اور یونیپالی گورکھوں نے بھی دشمن کا ساتھ
دیا۔ ملک پر لکھ پہنچی۔ ”

باوشاہ۔ یہیں آزاد شکر کی شجاعت اس کا بھی مقابلہ کر رہی تھی پھر اچانک
کیا ہو گیا۔

بخت خال۔ ”طلَّ اللہی؛ ان کیسے غداروں میں سے کسی کے شکر نے
آزاد فوج کے نونے کی وردیاں پہن کر ہماری فوجوں میں شامل
ہونا شروع کر دیا اور غین اس موقع پر جبکہ ہماری فوجوں کے دباؤ
سے دشمن میدان چھوڑنے پر مجبور ہونے لگا اک دم ہمارے
قبِ شکر میں شوروں قتل ہوا۔ اور بے ایمان غداروں نے یہ افواہ
اڑادی کہ بخت خال۔ کاش یہ سمجھ ہوتا۔ مارا گیا۔ اور
پھر خود ہی غدار فوج کے دستہ نے بھاگنا شروع کر دیا۔ اس طرح
ہماری فوجوں کی بہت شکست ہو گئی اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے
اور اک دم ہماری قبح کا نقش شکست کی صورت اختیار کر گیا۔“

باوشاہ۔ صد حیث، ان یعنیں کیسیوں پر یعنی صد بہار یعنی۔“

بخت خال۔ انگریزوں کا بھی بھاری نقصان ہوا ہے۔ بہت سے انگریز

افسر مارے گئے۔ نیکسون بری عرج زخمی ہو آہے۔ شاید نکنے نہ
سکے۔

پادشاہ "پچھے بھی سمجھی۔ بخت خاں۔ اب دلی کا کیا ہو گا۔ دلی والوں پر کما
بیٹے گی۔ ہندوستان فلامی کے صاحب کیونکر سے گا۔ ہمیں
تو اس کا غنائم کھائے جاتا ہے۔ ہمیں تمہاری شجاعت اور جانبازی
کا بخوبی اندازہ ہے۔ تم نے بے مثال اول العزمی کا ثبوت دیا۔

گُرخ

خدا عنست کرے ان غاصبان بے حیّت پ۔"

بخت خاں: "جہاں پناہ۔ اس کے تدارک اور اپنی بزرگیت کو کامرانی سے
بدلنے کے لئے میری گزارش ہے کہ حضور دلی سے ہر تشریفیے
چلیں تاکہ سہم جاں شارنسے محاصرہ کی تباہی کر سکیں۔"

پادشاہ: "لبے بسی سے" (ہم تمہاری ہر لائے کو صاحب سمجھتے ہیں جہا در ملاز
ہم چلنے کو تیار ہیں۔"

بخت خاں: "خاوم اہمازت کا طالب ہے۔ تاکہ جلد سے جلد جہاں پناہ
کے لئے سواریوں کا بندوقیت اور خناطی تباہی کر سکے۔"

پادشاہ: "خدا تمہارا مدد گھار ہو۔"

ربخت خاں آداب شاہی بجا لاء کر خصت ہوتا ہے)

پادشاہ۔ (آہ سر دھینچکر) افسوس صد افسوس! میرے دلی اداۓ
سندوستمان!"

ہے بن سکتی ہے تدبیر اگر بن کے بگڑ جائے
کیا بن سکتے تدبیر اگر بن کے بگڑ جائے
رجوان بخت سے خطاب / "بیٹا اپنی والدہ سے کھو۔ وقت آپنے
رخت سفر تیار کی پس ہے
ہم چین میں کر رہے تھے اشیاں اپنا درست
کرتا ہے صیاد فکرِ دام و تدبیرِ نفس
[جو ان بخت پادشاہ سلامت کو حکم بحالانے کے لئے سرو قد سلام کرنا
ہے۔ اس کی اواز شدتِ غم سے گلوگیر ہے اس نے بول نہیں سکتا]

دوسرا ایکٹ — دوسرا میں

دلی کا مٹکاف ٹوں

زمانہ:- ۱۹۴۱ء

وقت:- رات

منظر:- (کہ خاص ہیں علیم شاہست منعقد ہو رہی ہے۔ جزء دس بیان، اور ان کے برابر میرزا الٰہی بخش اور میر رحیب حل بیٹھے گرو شاہ

کر رہے ہیں)

الٰہی بخش: «فتح مبارک جزء صاحب»

دس:- ہم آپ کی کارگزاریوں کے بہت محظوظ ہیں میرزا صاحب!

میرزا:- محضور نے اور صاحب بیچرہ باور نے بہادری کے حیرت انگیز کارنامے دکھائے ہیں۔ باخیوں کے پرچمے اڑ گئے۔

ڈس:- آپ نے اور آپ کے ادمیوں نے بھی کمال کر دیا ہے میرزا صاحب۔

ہماری اس کامرانی میں آپ کا بڑا حصہ ہے:

میرزا - (شمارہ ۷) فلام کس قابل ہے۔ سب آپ کی مہربانی ہے۔ میر صاحب (میر جب ملی کی طرف اشارہ کیے) نے بھی کچھ کم خدمات انجام نہیں دی ہیں:

ولسن - ہم آپ سب کے بے حد مسلکگزار ہیں:

میر - ٹائے حضور سرکار کی خدمت نمکن بداروں کا فرض ہے۔ ہم نے اپنا حق ادا کیا ہے۔ ان لیٹرے باخیوں نے جو سراٹھا یا تھا ان کو منہ کی کھانی پڑی:

میرزا - جی ہاں، اب سب درست ہو جائیں گے، اور یہ بوڑھا تاش کا پادشاہ، حکومت کے خواب دیکھنے لگا تھا۔ وہاں خراب ہرگیا تھا۔
ولسن - مضمون خیز بنسی کے ساتھ، خوب کہ آپ نے تاش کا پادشاہ، اس کو بھی ٹیک کر دیے ہیں۔ اور اس کے جو کہ بخت خان کو بھی۔
کتنا فک حرام نکلا یہ بخت خان۔ ہماری ملازمت چھوڑ کر باخیوں کا سروار بن گیا۔ لکھنے!

ٹرسن - بچھے تو پسے اس بخت خان کی غلبر ہے۔ نک حرام کی بوڑیاں نوج ڈالوں گا:

ولسن - ابھی اس کام میں میرزا صاحب اور میر صاحب کی مدد بہت

ضروری ہے۔

میرزا اور میرزادہ زبان ہو کر حضور یہ غلام ہر خدمت، نجام نینے کو جان
و دل سے حاضر ہیں۔“

ولسن۔ ہم دل کی ایسٹ سے ایسٹ بجا دیں گے۔ لال قلعہ کو میدان کر
کے چھوڑیں گے۔ بچپ بچپ سے اتفاق میں گے۔ آپ لوگ اپنے ندان
کے لئے سرکاری پیشیوں کے پرے متعدد رکھ سکتے ہیں۔ اور باقی شہر
کی تباہی کا کمیل تماشہ رکھتے۔

میرزا ہے بجا ارشاد ہے حضور!

ولسن۔ اس بڑھے مغل کا جو باشاہ کہلا آتا تھا۔ خون نہ پی دوں تو میرا نام
نہیں۔ اس کی اولاد اور خاندان کے ایک ایک فرد کو چُن چُن
کر قتل کیا جائے گا۔ ان کی لاشوں کو گدھ کھاییں گے۔“

ولسن۔ دل اور دل والوں کو ہم ایسی خوفناک نزاویت چاہتے ہیں کہ نہ دستا
کی آندہ نسلوں کو عبرت ہو۔“

میر۔ بجا ہے غریب پورا!

ولسن۔ اس باعیانہ تہذیب کا نام و نشان مٹا کے چھوڑیں گے۔ زمین و آسمان
کو عبرت دلائیں گے۔ اور اپنے ساتھی ہندوستانیوں کی خدمات

کے صلیبیں ان کو عزت و دولت سے مالا مال کر دیں گے؟

میرزا - سرکار کی رہنمائی ہے:

ڈسن - میرزا صاحب - ہم نے ابھی جو کچھ آپ کو ہدایات دیں تاپ خوب
بمحروم گئے:

میرزا "جی عالی جاہ بحروف تسلیم ہوگی۔"

ولسن - "بہادر شاہ - ؟"

میرزا - سرکار کے قدموں میں"

ڈسن - "شہزادے - ؟"

میرزا - "سرزا یا ب؟"

ولسن - "شہزادیاں؟"

میرزا - "حضرت کے رحم و کرم پا!"

ڈسن - "بہادر شاہ کے امیر ساختی اور فدرار باغی؟"

میرزا - "عہر تنک نزائیں"

ولسن - "اور ان سب کاموں کے ذمہ دار؟"

میرزا اور میر (یک زبان ہو کر) ہم نمک خوار!

ولسن - سرکار ابد قرار نے یہ خدمات آپ کے سپرد کی ہیں - ان کو جلد سے
جلد نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے کر انعام اور جائیگراوہ

سرکار کی عنایت سے سرفرازی حاصل یجئے۔

میرزا : "بسم اللہ پنجم حضور!"

ولسن - اور خیال رکھئے کہ اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے:

میر - یہ ذمہ داری مجھ پر ہے عالی جاہ، یہ خادم اور اس کے محلگر کے
جان نثاراب تک جو خدمات انجام دے چکے ہیں، سرکار عالی

سے پرشیدہ نہیں:

ولسن - ہم جانتے ہیں میر صاحب۔ آپ سب کی کارگزاریوں کی تعریف ہے نے
گورنمنٹل بہادر کو بھیج دی ہے۔ اور صاحب موصوف سے مفارش
کی ہے کہ حضور ملکہ مظفر کی خدمت میں بھی یہ روپرٹ روانہ فرمائیں۔

میرزا : "خادم حضور کا شکر کس زبان سے او اکرے ہیں؟"

ولسن - اسی زبان سے جس سے اس پنے تاش کے بادشاہ کو حضور کھتے ہیں۔

(مضحکہ خیز ہنسی)

(میرزا خفیف ہو کر گھوگھاتا ہے)

میرزا : "عالی جاہ روشن فہریں۔"

ولسن - اچھا میرزا صاحب اب آپ اور میر صاحب جاسکتے ہیں۔ بس آپ
اپنا کام جلد انجام دیجئے، اور ہم اپنا کام کرنے جاتے ہیں۔ آپ کی ولی

کے ایسیج پر خوبیں ڈراما! — موت کا رقص! (تفہم لگاتے ہے)
 ہدسن۔ رہنس کر، وہ تو شروع ہو چکا ہے۔ اب بھی جاری ہے؟
 ولسن۔ ہم اس کا تماشہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس کو انتہائی عروج پر
 پہنچا کر مہندوستان کے بہادر باغیوں کے دخراش نفعے اور تڑپے
 پھر کئے کا خوبیں ناقص بھی دیکھنا چاہتے ہیں؟

(دو دو ہیتے ہیں۔ بیر و میرزا ان کے ساتھ ہیتے ہیں۔ شرک میں)

ہدسن۔ "مز اصحاب۔ اب آپ جائے اور نجیک ٹھیک نظام ہیجئے؟
 مرزا۔ "جو حکم خباب دالا؟"

ولسلامہ کے ادب کے رخصت ہوتے ہیں۔

دہسن اور ولسن اسکے جانے کے بعد آپس میں آنکھ کا اشارہ کر کے
 تفہم لگاتے ہیں)

ہدسن۔ "باغیوں کو تو خوب سر اُبیں دی جاوی ہیں۔ شہر کے چپر چپر کو گجر کر
 ہمارے سپاہی لوٹ مار کر رہے ہیں؟"

ولسن۔ "تجیک ہے۔"

ہدسن۔ "اگر اجازت ہو تو ہم اپنے سپاہیوں کو تین دن شہر ہونے کی
 عام اجازت دے دیں۔ اس سے ان کے حوصلے ٹھیک گے
 کچھ صد بھی طے گا اور ان باحق کنوں کو حجربت ہو گی۔"

ولسن: "مناسب رائے ہے بیشہر کی تو اینٹ سے اینٹ بھاڑو۔"

ہڈسن: "شہریوں کو بھی ذبل و تباہ کر کے ہم اپنے انتظام کی پیاس بھایاں گے۔"

ولسن: "تحیک۔ بیرا ارادہ ہے کہ شہر میں ایک محلہ پر اُترائیجنسی اکے نام سے کھو لاجائے۔ فوجی افسروں جگہ دستور کے ساتھ ملکان اور وکالیں مخدود کر قبضتی چیزیں لکھائیں اور جو کچھ ہاتھ آئے وہ فوج میں تقسیم کر دیا جائے، بیرا ٹھسے کرنل ٹھر کو بلا کر اس کام کا نگیان بنانا چاہتا ہوں۔"

ہڈسن: "بہت خوب رائے ہے، بیرا خجال سے، ہمیں مہدوں کو اپنے اتحادیوں میں شامل کر دینا چاہیئے۔ مسلمانوں کو بہر پا د کر کے اس ملک میں حکومت کرنا بہت آسان ہے۔"

ولسن: "با سکن تحیک۔"

ہڈسن: "میں سچے بادشاہ اور اس کی اولاد کو ختم کر دینا چاہتا ہوں اس کے بعد سب درست ہو جائے گا۔"

ولسن: "ہاں۔ مگر ذرا احتیاط سے کام کریں۔ کوئی بادشاہ کی خاداری میں بھر کوئی فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو۔"

ہڈسن: "آپ مجھ پر عبرو سے کریں، میں سب کو بھگت لوں گا۔" (دونوں کا کاپنا)

دوسری ایکٹ — تیسرا ہیں

راستہ

زمانہ۔ ۲۱ اگست

وقت۔ دوپر

منظرا (چند جواں پہلیان حال شہری بحلاگئے چھپتے پھر بھیں)

پہلا "اللہی رحمٰن" :

دوسرا "بر طرف فیامت ہے" :

پہلا "جایس تو کہاں" :

دوسرا "خالم گورے بے گناہ حورتوں اور بچوں پر بھی رحم نہیں کھاتے" :

تیسرا "ہم نے ان کی میریں اور بچوں کو نیا دی تھی" :

دوسرا "فازیوں سے دشمنی لے کر جان جو کھوں میں ڈال کے نہیں بجا یاتھا" :

پہلا "گوروں کو کیا کہتے ہو۔ وطن دشمن گور کئے اور سکھ دوٹ مارا اور ظلم و ستم

میں آگے آگے ہیں۔"

دوسرا۔ یہ بھائیے اعمال کی سزا ہے۔"

تیسرا۔ زمین اسماں دشمن ہے۔ ہر طرف انگریزی لپنیں سکھا اور گو رکھے
چھر رہے ہیں۔

(گولیوں کی آوازیں)

پہلا۔ "اللہی خیر سنو۔ گولیوں کا طوفان۔"

دوسرا۔ کہاں جائیں۔ شاید ادھر ہی آ رہے ہیں۔"

تیسرا۔ جان سے زیادہ عزت۔ اپنی عورتوں سچوں کا خاتمہ کرو اور ان
حصیبتوں کا سامنا کرنے سے پہلے ختم ہو جاؤ۔"

سب (یہ نبایہ کر) حضرت بچاؤ۔ حضرت بچاؤ۔ اپنے ہاتھوں بر جا دہ جاؤ۔

سے گرد بھی خالی کرو، پہلو کو بھی خالی کرو

بس چلو اور خود ہی اپنے گھر کی پامالی کرو

(تینوں گھبرا کر ادھر پہرتے ہیں)

(گولیوں کی آوازیں)

(ڈر اپ)

تیسرا ایکٹ پہلا سین

مفہرہ مایلوں

زمانہ:- دوسرے دن

وقت:- صبح

منظروں:- باادشاہ سلامت حیران پریشان لواس اور گین سر جھکلتے بیٹھے ہیں۔ شہزادوں کی بخت، مرزا علی، مرزا ابو بکر۔ مرزا خضر سلطان اور دوسرے شہزادے ایں میں موجود ہیں۔ ایک سوت سفید چاود کا پڑہ تناہو ہے، جہاں تک زینت محل تاج محل اور شہزادیاں بیگمات دوں ہیں۔ پیغمبیری ہیں، یا تو رمی سلطنت کا اخزی ہوا فائل ہے۔ شہزاد کی سے طواری ٹکی ہوئی ہیں۔ باڈشاہ کے عقب میں ایک دار خلام نواز تھیں۔ شکر آنما۔

باادشاہ:- بخت خاں شہر کی پامالی اور قوم کی تباہی کا کیا حال ہے؟

بخت خاں:- جہاں پناہ سواریاں تیار ہیں۔ صدر تشریف لے چکیں اس تباہی کا انتقام خلد لیا جائے گا۔

باادشاہ:- ہاں جلدی کر دو۔ ولی کے گھوار کو مغل بنانے والے ظالم قصابوں سے انتقام یینہ کے لئے جب تک تا بیدبی مدد فرمائے اس

زیریں فضای میں سانس لینا ذلت دخواری ہے۔ چلو مرزا محل
 جوال بخت روائی کا انتظام کرو۔ (داؤ و سرود بھر کر)
 سے الواقع سے بخت ہمی الواقع سے نگہ نہام
 وقت کے ہاتھوں نے چینیاں تیموری کا جام (چبدار آتا ہے)
 چبدار نے ظلِّ الہی بھاں پناہ! میرزا الہی خاں بہادر حاضر ہیں:
 بادشاہ۔ (چبدار سے) احمد اور اب تک تیموری وقار کی ہنسی اڑائے
 جاتا ہے۔ میرزا صاحب آئیں ان کو بھی الواقع کہہ لیں:
 بخت نہایت بھاں پناہ! یہ بٹگونی کے الفاظ حضور کی زبان مبارک سے
 داہوک فلامول کے دلوں کو شکستہ کر دیں گے!
 (الہی بخش آتا ہے۔ اور آداب بادشاہی بجالاتا ہے)
 بادشاہ۔ میرزا صاحب۔ ادب اور آداب بادشاہوں کے لئے زیبا ہیں، اس
 بنیو اسافر کے لئے یہ تعظیم مناسب نہیں۔ عقبہ سلطانی کو سلام کرو!
 میرزا۔ بھاں پناہ۔ نہدم یہ کیسے کلمات حضور کی زبان مبارک ہے
 سن رہا ہے۔ حضور بادشاہ پین اور بادشاہ رہیں گے۔ مسافر جائے
 والے ہوتے ہیں۔ حضور کا سایہ فلامول کے سر پر داہم قائم رہیگا۔
 بادشاہ میرزا۔ ان خوش فصیل کا وقت ختم ہو گی۔ ہم مسافر ہیں اور لئی ہوئی
 ولی کے ہوس ہے جنازہ مکان در صول پر اٹھا کر اس دیوار غریب سے

خست ہوتے ہیں۔ اس غریب الدیار کو الوداع کہو۔“
میرزا ”حضرت عالیٰ فدویٰ نے تمام شب و فراز حضور کے گوش گزار
کر کے اطمینان دلایا تھا کہ قلعہ معنی کی طرف کوئی آسمح اٹھا کر بھی نہ
دیکھ سکے گا۔ فتح و شکست نصیبوں سے ہے۔ لیکن جب تک ان
جان شاروں کا دم میں دم ہے کسی کی کیا مجال ہے کہ حضور کی
 موجودہ شان و شوکت کی جانب تظریب ڈال سکے؟“

بخت خالی۔ میرزا صاحب۔ حالات ایسی خوفناک صورت اختیار کر رہے
ہیں کہ ظلِ الہی کا دل میں تشریف فرمائنا مصلحت کے خلاف
میرزا۔ جنرل صاحب۔ آپ تجربہ کار پس سالا رہو کر ایسی کم سمتی کی باقیں کر
رہے ہیں۔ حیرت ہے۔ آخر جہاں پناہ کے دشمنوں کو بیان کیا خطرہ
ہو سکتا ہے؟“

بخت خالی۔“ یہ کہ سمتی نہیں۔ جنگی حکمت ہے۔ دشمن کی عبادیوں سے ہٹایا
دہنا اور اس کے پیچے نکل کر موڑ چ سنبھالنا عاقبت اندریشی اور
مصلحت کیشی ہے۔ میرزا صاحب!“

میرزا ”تو ہیں آپ سے مخاطب نہیں ہوتا۔ آپ اپنی مصلحت کو اپنے لئے
محفوظ رکھئے حضور عالیٰ! فدویٰ کی گزارش ہے کہ حضور کوئی انہ
نہ فرمائیں اور کسی کے لئے سنبھالنے کو غاطر نہیں نہ لائیں۔“

باو شاہ میرزا ہم سوچتے ہیں، اب ہم اس اجڑی ہوتی دلی میں ایک
بے یار و دگار فقیر کی طرح رہ کر کیا کریں گے؟

میرزا۔ حضور کے دشمن بے یار و دگار ہوں۔ حضور کی سرکار انگریزی کا سے
کوئی مخالفت نہیں تھی۔ بغاوت کی منراہیروں کو ملے گی۔ جہاں پناہ
کا ان سے لگائی واسطہ نہیں۔ حکامہ ساحبانِ انگریز کو کوئی غلط فہمی بھی
ہری ترقع ہو جائے گی اور وہی ہو گا جو میں عرض کر جا ہوں۔

بخت خاں۔ «خللِ الہی! انگریز کا کینہ مشہور ہے اور یہ وہ بنے وفا قوم ہے
جس نے موقع پا کر قدم قدم پر تیموری سلطنت، فوایان اور وہاد اور
تمام دیسی ریاستوں سے کئے تھے تحریکی عہد ناموں کو پیش
ڈال دیا۔ آج لکھنؤ اور سارے اودھ کی سرزی میں پر جو کچھ ہو رہا ہے،
اسی بد عمدی کا فتحہ سے۔ سلطانِ واحد علی شاہ کے ساتھ انہوں
نے کس طرح بیوقافی کی۔ انکی مکاریاں اور بے ایمانیاں نہ منشیں ہیں۔ حضور
کی شان میں ان کا حلک دو دن مغلیہ کے شایاں کب رہا!

باو شاہ۔ ہاں بخت خاں، ہم یہی سوچتے ہیں، ہمارے ساتھ بھی اس قوم نے
کوئی مناسب سدوک رو انہیں رکھا۔

میرزا۔ «خللِ الہی! مجھے جزیل صاحب کی گفتگو سے کچھ اور ہی بُر آتی ہے۔
روہیلہ خاندان نے دو دن مغلیہ کی شان و شکست سے کھیلنے کی

جو گستاخی روا رکھی۔ اور نواب شجاع الدولہ نے جو بیو فانی کی ان کو سب سلطنت تیوری نے کچل ڈالا۔ آج اسی کیونہ نے انتقام کاموقومن سب سمجھا ہے۔ ہمیں الیسوں سے ذفاکی امید کیوں ہو۔ جنل صاحب نے دلی کی تھا، ہی کا سامان تو کر دیا۔ دلی والے ہا خپروں کے فساد کی مولت آج قتل و فارت کے طوفان میں غرق ہیں۔ آخر یہ اور کیا کرنا چاہتے ہیں؟

اس تقریب کے دران میں بخت خاں کے چہرے کا دنگ متغیر ہذا جاتا ہے۔ انھی فقرہ کے ختم ہوتے ہی دھکھڑا ہوتا ہے اور تواریخ پنچکر میرزا کی طرف بڑھتا ہے۔
بادشاہ مجرما کو تواریکے سامنے اتھ بڑھا دیتے ہیں۔ اور میرزا اور بخت خاں کے درمیان آجائتے ہیں،
بادشاہ: ”بخت خاں! اب یہ وقت آگیا کہ ان انگروں کے سامنے اس کے ایروں اور سرداروں میں تواریں چلیں۔ ہم خون کی ندیاں ہتی دیکھیں، پہلے تمہاری تواریہ مبارکی گردان پہلے گی۔ پھر میرزا حسب نہ ہاتھ اٹھتا۔“

بخت خاں اپنے ہونٹ چبا کر توار نیام میں ڈال دیتا ہے۔ اور سر محکما کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

بادشاہ بخت خاں بھم نہاری دلیری اور شجاعت اور وفاداری کے
متر足 ہیں۔ ہم سوچتے ہیں۔ اس ضمیمی میں ہم دربدراخاک بسر
پھرنے کی عاقبت نہیں رکھتے۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔ اور آئندہ جو
خدا کی رضی ہو گی ہوتا رہے گا۔ تم ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ
کر خیریت سے سدھارو۔ اپنی جان جو کھول میں نڈالو۔ خدا حافظ!

”ہم قلعہ چھوڑ کر مقبرہ ہمایوں پلے جائیں گے۔“

(بخت خاں خاموش ہے۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار
آنسو آ جاتے ہیں جسراست بھری نظر بادشاہ پر ڈالتا ہے۔ انسوؤں
کے چند قطرے ٹپک پڑتے ہیں۔ اور نہایت ایوسی کے عالم من ہائی
کو ادب شاہی بجالتا اور چپ چاپ روانہ ہو جاتا ہے۔ بادشاہ ملت
دعاوت اس کی یکیفت کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اور دینک سکوت
طاری رہتا ہے۔ اس کے بعد الہی بخش اودشاہ سے پچھو دیر مرگوشی
میں باقی رہتا ہے، اور سلام کر کے غصت ہوتا ہے۔ بادشاہ
آدمی دہبر کے شوہنشاہ حضرت فیز ندوں سے سانس کی ہرف
دیکھنے لگتے ہیں، شہزادے گلدن جملے میں خرم کھڑے ہیں۔)

بادشاہ۔ حضرت انگلہوں سے مقابلہ کرنے کو دیکھتے ہوئے ہم ”اواع اے خلیل رینہ معلق و قار“
(شہزادوں کی آنکھوں سے آنسو جانی ہو جاتے ہیں۔)

بادشاہ آپ بیدہ ہو کر پار بھری نظرؤں سے دیکھتے ہیں۔ اتنے ہیں سامنے سے
گراہیں کے بعد سپاہی مرزا الٹی بخش کے ساتھ تھے وکھائی دیتے ہیں بادشاہ
سلامت بدحواس ہو جانے ہیں۔ اور شہزادوں کی طرف یا اس
انگیز نظرؤں سے دیکھ کر آسمان کی جانب زلگاہ کرتے ہیں۔

**بادشاہ رب العزت، پناہ میں رکھتا، آں تمہور کی پیشیوں کی ناموس
تیری خانختہ ہیں۔**

(چکایہ ختم نہیں ہونے پاتا کہ یہ لوگ قریب ہا جانتے ہیں یا شہزادے
تو اربیں سوتھی آنکے پڑھتے ہیں کچھ بادشاہ کے سامنے کھڑے
ہوتے ہیں اور کچھ پڑھے کے پاس بہنچ کر بیگمیات کا بہرہ دینے لگتے
ہیں۔ سپاہی کچھ فاصلہ پر کہ جانتے ہیں۔ مرزا الٹی بخش ان سے
آہستہ سے کچھ کہتا ہے اور خود آنکے پڑھتا ہے)

(مرزا بادشاہ کے دربار پنچ پر آداب شاہی بجا لانا ہے)

بادشاہ ”مجھی مرزا صاحب! خبرت تو ہے۔ یہ بیٹھن کیسی سہراہ ہے؟“
مرزا دسکار کر جہاں پاڑ؛ ابھی میں نے جو حرض کیا تھا وہی کرنے خواہ
ہوا ہوں۔ میں نے صاحب ٹھہرے مہادر سے ہوش معرض کی انہیں
سمجا بجا لازمی کی جانب سے صفائی کرادی رکھئے۔ وہ حضور کی خانختہ
اور آرام و آسائش مکاڑہ لیتے ہیں۔ حضور قلعہ معلق تشریعت لے چلیں۔

کوں انہ لپشہ باقی نہیں۔ صاحب ڈس بہا و حضور سے گفتگو کر کے
زیداً طلبان کر دیں گے، بخت خاں دفع ہوا ہے۔

پادشاہ: ”(شہزادوں کی طرف دیکھ کر) لوٹھی۔ خدا کا شکر ہے: زادا
کی سعی سفارش سے خداتے آفت ٹال دی۔ چلنے کا اہتمام کرو۔“
مرزا: ”یکن حصہ مناسب ہو گا۔ کہ شہزادے تلواریں پاس نہ رہیں ورنہ
انگریزی سپاہی اور ان کے افسر کو ہماری نسبت پر شہر ہو گا میہجنا
انگریز پہادر نے جس فراغ دلی سے دوستی کا ہاتھ پڑھایا ہے ممکن
بھی اس کا جواب اسی صفائی سے دنیا چاہیئے بسب تلواریں نیام
ہیں کر کے اس ملٹی کے افسر کے حوالے کر دی جائیں اپریو مرشد
ڈنون ہیں نہیں دوستوں ہیں جارہے ہیں۔“

پادشاہ: ہاں بئی۔ یہ مناسب رائے اور عقول تجویز ہے۔“
(شہزادے پادشاہ کے اشارے پر تلواریں نیام میں کر کے مرزا کے
حوالے کرتے ہیں۔ دو انگریزی دوستہ کو اشارہ کرتا ہے اور تلواریں
ان کے حوالے کر دیا ہے)

میرزا: ”بھماں پناہ۔ بھلیاں اور رکھ بارہیں۔ صاحب ڈس
پہادر نے کمال چربانی سے یہ انتظام کیا ہے: بیگیات اور
شہزادوں کو ہی سوار کرتا تا ہوں۔ جنور مسٹر شہزادگان تشریف

لے چلیں پس صاحب حضور سے قلمیری میں ملیں گے:

پادشاہ: "اچھا بھی مرزا صاحب جو تمہاری داشتے،

(شہزادوں سے مقابلہ ہو کر) محالات کو سوار کراؤ۔

میرزا: "جہاں پناہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور کبھی دیر یہاں تشریف رکھیں
ہم انگریزی دشمن کی خفافیت میں شہزادوں اور سمجھیات کو قلمیری
پہنچا دیں۔ میں صاحب ٹہسن مہادر کو بھیں لانا چاہتا ہوں تو ناکہ
حضور کو شایان شان احترام و عزت سے دہا بھی بھیت میں لے
جائیں۔"

پادشاہ: "مسکرا کر، میرزا۔ بھی خوب سمجھتی ہے تم کو بھی۔ کس کس وقت
میں تم ہماری شان اور صریحہ کا معاذر لکھتے ہو۔ خدا تم کو خوش رکھے
اس پورے گدا کے پاس روانے دعا کے تمہاری شفقت کا اور کیا ہڈا۔

ہے۔ جاؤ۔ سواریاں لے جاؤ۔ یا مابین خدا!

(شہزادے پڑے کہ جانبیگیات کے پاس جاتے ہیں۔ الیخن انگریز
افسر کے پس جا کر سرگوشی میں اس سکھ باتیں کرتا اور سکلانا رہتا ہے
پادشاہ بھی اس کی حسن خدمات سے سرورِ زریب تسلیم فرمادے ہے ہیں)
(پردہ گزنا ہے)

تیسرا ایک طے — دوسریں

(بُستِ نظام الدین اولیاء۔ ایک متحولی مکان کا حصہ)

زمانہ:- یہی دن
 وقت:- سہ پر
 ہمنظر میں [چند آدمی پر بیٹیں مال کبرائی پر ہوتے ہیں کر رہے ہیں]
 پہلا، خدا کی پناہ۔ یہ دن بھی دلخواہ تھا۔
 دوسرا۔ بدی کی نبایی متمنت بیں بھی تھی۔ مسلمان پر تو خدا کی زمین نکھڑے
 تیسرا۔ "نادر شاہ کی لوت مار تو افساد بن گئی۔ آج کی قتل و فازار نگری بادگا۔
 ہے مسلمانوں کی ان فربانیوں کو آنیداں نسلیں بھیشہ باد کریں گی۔
 ڈوٹرا۔ جب مسلمانوں کی نسل باقی رہے گی؟ امیروں۔ شریفوں! عالم پر
 کسی کی عزت دناموس باقی نہیں۔
 پہلا۔ خون کی ندیاں بہم پھیل کر شہر میں۔

پہلا۔ مسلمانوں پر سبکے زیادہ ستم ہو رہے ہیں۔
 دوسرا۔ مسجد ہیں مسماں کی جا رہی ہیں مکان ڈھائی گئے۔
 تیسرا۔ سبکے زیادہ ظلم کا نشانہ تو مسلمان ہی ہیں۔
 پہلا۔ سکھوں اور گورکھوں کی بہادری کا یہی تقاضہ ہے۔
 دوسرا۔ جامع مسجد پر گوراپیٹن کا پروہ ہے۔
 تیسرا۔ ہر مسجد پر پروہ ہے۔ خدا کا نام لینا جرم ہے۔
 پہلا۔ مسلمان کے نام کو قتل کیا جا رہا ہے۔
 دوسرا۔ اب لال قلعہ کی بھی خیر نہیں۔
 (ایک شخص دوڑتا ہوا اندر آتا ہے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں)
 پہلا۔ اے بھائی کیوں کیا بات ہے۔ عاصد خیر تو ہے۔
 چوتھا۔ حضور ہو گیا پستم ہو گیا۔
 پہلا۔ کیوں کیا ہوا۔
 چوتھا۔ انگریزوں نے دلی دروازے کے فریشہ نر ادوی کو نزلہ
 کر کے قتل کر دیا۔
 تیسرا۔ شہزادہ شہید ہو گئے۔ ہائے ہائے۔
 سب (یک زبان) آتا بلشد رانا الپر اجھوں،
 پہلا۔ تمہیں کیسے خبر ہوئی۔

چوتھا۔ شہزادہ مزاج لاقی کسی عرصہ بھی میں سے جھپٹ رجھا گئے نکلے۔ وہ
بجلگے چاربے نخے میں دروازہ پر کھڑا تھا وہ برادر کے ایک مکان
میں چھپنے محسوس گئے۔ میں نے انکی زبانی آنکھوں دیکھی۔
لیکن مجھے منہ کو آتا ہے ۱۰

سب۔ ۱۰ آنکھوں میں آنسو بھر کر) واقعی پڑی دردناک موت!
پہلا۔ ۱۰ معلوم نہیں با دشاد سلامت کہاں میں اور ان پر کیا گذری?
دوسرا۔ اس قیامت کی خبر سن کر ان کا کیا حال ہو گا۔
سب۔ ۱۰ یا اللہ تو حسم کر!

دوسرا۔ کچھ معلوم ہوا۔ کون کون شہزادے شہید ہوئے؟
چوتھا۔ شہزادہ بلدقی نیانتے ہیں۔ مزامغل۔ مزاد بکرا اور مزاخڑلائی
تو ضرور ہتھے۔ باقی کامیح نہیں۔

پہلا۔ ۱۰ ہائے ہائے رب کر ۱۰ جوان ۱۰ اللہ جانتے شہزادیوں
پہلی بیت رہی ہو گی۔

چوتھا۔ کہتے نخے کئی ہلکیوں اور مخنوں میں انگریز سپاہی شہزادوں
اور شہزادیوں کو مقبرہ سے بیکر آئے۔ ولی دروازے سے ساکب
میل کے فاصلہ پہزادیوں کے رفتہ الگ کروئے اور شہزادوں
کی الگ کر کے ان کے پڑھے آتا وہاں۔ پھر ڈین بدجنت

نے پتوں سے سب کو شہید کر دیا۔ مزدرا بلائق جانے کیسے جھاؤی
جس چھپ رہا گا آئے۔ ”

دوسرा۔ ” غضب سیتم شہزاد بوس کا کیا حال ہوا؟
چوتھا۔ ” خدا ہی جانے ”

پہلا۔ ” قیامت ہے۔ میاں قیامت!
دوسرा۔ ” خدا ہمارے پادشاہ سلامت کی خبر کسے؟
چوتھا۔ ” کہتے ہیں، ان علیحدہ قلعہ پنچاک نظر پید کر دیا ہے؛
اور ان کے ساتھ مزدرا اللہی غیث میں نہیں؛

تیسرا۔ ان کو بھی قتل کر دا لائیا؟
چوتھا۔ ” نہیں۔ مجھے تو یہ ساری ثراوت انہیں کی معلوم ہوتی ہے؛
تیسرا۔ نامیں غضب سیتم؟ ”

پہلا۔ ” پادشاہ سلامت کے مددھی ہیں وہ تو؟ ”
تیسرا۔ ہاں اور دربار کے خاص امیر گرخانہ ان کی نہ چوتھا؟ ”

دوسرा۔ اف کرم بخت! خدا اسے غارت کرے ”

تیسرا۔ ” گھر کا محبیہ می۔ ”

دوسرा۔ ” غدار کی بنہ ”

لڑدے گویاں ملنے کی آوازیں اور فلیٹنائی دیتا ہے۔ سب

بڑھوں ہو کر ایک رومے کا منہ تنخے لجھتے ہیں اور سکتے ہیں
تنخے میں کئی مرد اور چاروں میں لیٹی عدالتی زخمی حالت ہیں داخل
ہوتی ہیں۔ اندر آگران میں سے کئی جڑتے ہیں۔ سب گھر اکران کو
دیکھنے بھپٹ پڑتے ہیں [

بیسرا مکٹ تیسرا بیس

لال قشیدہ

زمانہ:- اسی دن

وقت:- شام

منظر:- دو سی شیش محل ہے، جاں مغلیہ شان و شوکت کا عروج تھا، آج زوال کی شام
منڈلادی سے، ہار شاہ منورم و پرشیان نیا ہی رہ بیادی کا نظارہ کرتے ہیں
اب بھی ہیں: صعلے پر نیچے منزب کی نماہادا کر کے دملکے نئے ہاتھ انہوں کے
ہیں، سانے سے انگریزی سپاہ کا دستہ آتا دھائی دیتا ہے۔ آجے
آگے ہنس ہے اور اس کے بیچے ایک بڑا خوان کپڑے سے ڈھکا ہوا
ایک گوشے پاہی کے سر پر ہے تریب پنج پکا انگریز دستہ صوف بخند کردا
ہو جاتا ہے اور ہنس لپھے ساتھ خوان بردار سجاہی کو لئے ہار شاہ کے

رو برو پہنچتے ہے اور سپاہی خوان، کوکر، لگ کھڑا ہو جاتا ہے
بادشاہ جران و پرپشیان، ملکیت کو دیکھتے رہتے ہیں، ان کی
سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ یہ اجراء کیا ہے، ڈس انوب آداب کے بغیر
ہٹکے ہٹکا اور خوان پر سے کپڑا ہٹاتا ہے، اس میں مخفتوں
شہزادوں کے تین سرہیں۔ بادشاہ سکتہ ہیں وہ جانتے ہیں جن
مفسکہ انگریز لمحہ میں کتنا ہے)

ڈس "بادشاہ سلامت۔ یہ آپ کی وہ نذر ہے جو کچھ عرصہ سے بنے
ہو گئی تھی۔ اور جس کے نئے آپ نے یہ لغاوت اور فتنہ و نساویز پا
لیا۔ یہ آپ کی کارگزاری کا انعام بھی ہے۔ ۔۔۔ جو اخلاق
اور سیکیات کو حفاظت سے زینت محل ہپنپاڑیا گیا ہے۔ اُنھیں آپ
بھی چلئے! باقی انعام بھی منتظر ہے؟"

(بادشاہ نعم و الٰم کی شدت سے بتایا ہیں۔ وہ انتہائی عنید سے
کام لیتے اور کر کچھ سانحہ منہ پھر کر کھتے ہیں۔)

بادشاہ۔ اکھُدِ اللہ! آں تمہور کی اولاد آج ہمارے سامنے سرخ رو ہو کر آئی

— خداوند کریم معرفت فرمائے؟

(ڈس غصناک ہو کر آگے ہٹتا ہے اور بادشاہ کو گرفتار کرنے کے
لئے بخوبی چاہتا ہے۔ بادشاہ کا دفادار نلام کر سے پشیں

فیض نکا لگدا س پر وار کر لے ہے۔ ڈسن کا ایک سچا بھی بارے
اس کے سینہ میں سپول مازنا ہے۔ وہ گر کر تڑپے لگتا ہے انگریزی
درستہ بادشاہ کے گرد حلقہ باندھ لیتا ہے۔ بادشاہ غم و خصیٰ سے
نمٹاں ہیں۔ غصناک مگر دل گرفتہ ہجہ ہیں اُن کی زبان سے ادا
ہوتا ہے)

بادشاہ ۔ دغا۔ قریب۔ عداری۔ مرزا تجھے خدا سمجھے اہم نے تجھے دوست
سمجا۔ مگر تو نے خاندانی بعض کا دار کر کے جھپڑا۔ تو نے مغلوں کا
آخری چراخ علیٰ کر دیا۔ اور ملک و قوم کو غلامی کا طوق پہن کر آخر
ایک مغل کا نام لغتی عذاروں کی فہرست میں لکھا دیا۔ نگب خاندان
نگب وطن! تجھ پر بہار العنت! اد نیری اولاد پر لعنت! (عذارا
(آواز بھرا جاتی ہے)

(بادشاہ سمجھ کئے آہستہ آہستہ قدم اٹھا تا ہے)

ڈسن ڈھنکنے دار کون ہے؟ اس کا جواب آپ کے مقدمہ کی کارروائی
دے گی!

بادشاہ۔ (شدت غم سے بتایا) مقدمہ! مہیں اس کا انعام بھی
معلوم ہے۔ ہم نے تمہاری سورتوں اور بچوں کی حفاظت کی۔ تم نے
آل تمیور کو مٹانے کا بیڑا اٹھایا۔ دردماں مغلیہ کی عظمت و عفت کی

تمہرے کسی چیلمنہیں کیا، تم نے ہمارے خاندان کی حنفیت کا ذمہ
لیا تھا۔ لیکن یہوں کو شہید کیا اور بادشاہ کے شایاں سوک نہ کر سکے؟
رسپاری حلقة باندھے بادشاہ کے زریب ترہ نے لگتے ہیں ہر سن
تلوار اٹھتے سکرا تاہوں اسکے پڑھتا ہے، در غصہ کا یہ بجز اندماز میں کہتا
ہے۔ ”بادشاہ سلامت؟“ اور قسمقہ بنتہ کرتا ہے!

بادشاہ (مول آواز میں) ”آل تمپور کی ناموس الوداع! ایندھوستان کی
آزادی خدا حافظ! لال قلعہ کی صبح خست اشام ہونے آئی۔ نئے
بجھاؤ، چراغ گھل کر دو! دلی کاساگ! جڑ گیا تمپور کی او لا دبے
گرو کفن پڑتی ہے۔ قیامت قیامت اندازدا:
(روشنی مدھم ہو جاتی ہے)

ڈسن (خوفناک قسمقہ)

بادشاہ تمپرے وطن کی تہذیب مست رہی ہے، اکبر و جہانگیر کی بدلت
رہی ہے۔ اور نگ زریب و شاہجهان کا حصہ سنگیں نہدم ہو۔
عقلتِ عالمگیری، شوکت شاہجهان کیاں ہو اپنے مٹے ہونے آئیں،
اپنے قلعہ محلی کی پامی کا مانم کرو۔ ایک نگ وطن نگ غماندان خدار
نے آل تمپور کی جرأت، وشوکت اور اپنے وطن و قوم کو غیر وی کے ہاتھوں

بیج دالا:

(بدھو کس ہو کر)

کیسے ہو سکتا ہے بھی نہیں۔ یہ نہیں ہو گا۔ توار! توار! توار!
بے گنا ہوں کا خون لپکا رہا ہے:

ڈسن۔ ”طنز پرنسی کے ساتھ) یہ بس خوب زیادہ جوش ہیں نہ آئے
— آپ باخی مجرم اور قبیدی ہیں۔“

(ضطر بانہ انداز میں)

پادشاہ۔ ”قبیدی! ہم قبیدی ہیں۔ (دوزنگتار نہیں ہے)

ہاں! قبیدی! زمانہ خلاف۔ زمین و آسمان دشمن! جو لوگ ہم پر بان
چھڑکتے تھے، ہماری جان کی تسبیں کھاتے تھے۔ آج وہی ہماری عزت
اور جان کے درپیچے ہیں۔ ہم وہ ہیں جس کی پیشیبی پر قدر پیغمبیر رونے کا
حق رکھتی ہے۔ کلیچے کے ٹکڑے ان پیشیب آنکھوں کے سامنے
خون میں نہ لئے۔ لال قلعہ پر انہیں چاہیا۔ ملک لٹ گیا۔ قوم غلام
ہو گئی۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی سزا باقی رہ گئی ہے تو خدا کی صرفی!
ہم اس کے واسطے نیا رہیں۔ ہم کو سزا دو۔ ضرور دو۔ جب ہماں کے
دوا اکبر و جہانگیر کی سلطنت باقی نہ رہی تو ہم نہ دہ رہ کر کیا کریں گے
مگر ہماری اولاد اور قوم کا خون ضائع نہ جائے گا۔ یہ شام ایک نئی

سبعے کرنو دار ہو گی! مہندوستان — نام نہیں رو سکتا۔

مسلمان آزاد ہو کر رہے گا!

ہدسن (جوشیا نونقہ ملینڈ کرتا ہے۔)

[اسیئھ پہلے تاریکی جھپٹا جاتی ہے۔ ہدسن بادشاہ کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ چاروں طرف سے کراہنے اور سکیاں لینے کی وجہ کا آواز بیں بلند ہوتی ہیں۔ بادشاہ بھی یوں تظروف سے کعبی دودھوار کو اور کعبی سامنے دیکھتا ہے اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہے۔

ہدسن گھبرا کر تواریخ کال لیتیا ہے اور بادشاہ کے دائیں جانب بر جل پڑا

ہے۔ اس کے سیچے گردے پاہی تواریخ پیچے سنبھالے ہوئے ہیں۔ دور سے غناک سروں میں گمانے کی آواز آتی ہے۔ جو دور سے قریب ہو کر

پھر آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہے۔]

(منیر قم آواز)

کر حرم غریبی پھری گردش ایام
بد عہدی دوران نہ کر اتنا مجھے پذیرا

طایہ اشواہ اس نظم سے ہیں جو بادشاہ ظفر نے گز قاری و اسبری کے بعد جلا دھن کئے جاتے وقت کہی تھی۔

۱۰۳

اے دستِ جنونِ میرے گریاں سے خبردار
لے خامیں لان مرے داماں سے خبردار
کبھوں چرخ ستم گریہ مرا حال تھے ہے
شہزاد کو نجٹکے پنجھ میں رکھا ہے

ڈر اپ

